كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ
وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○ ط

(البقرۃ - ت ۱۵۰)

عہدِ نبویؐ کا نظامِ تعلیم

ایک تاریخی و تحقیقی مطالعہ

غلام عابد خان

ایم اے (تعلیم، تاریخ)

www.KitaboSunnat.com

ناشر

عوامی کتب خانہ - اردو بازار ○ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ
وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝

(البقرۃ - ت ۵۰)

عہدِ نبویؐ کا نظامِ تعلیم

ایک تاریخی و تحقیقی مطالعہ

غلام عابد خان
ایم اے (تعلیم، تاریخ)

ناشر

امی کتب خانہ - اردو بازار ○ لاہور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

24851
غ ل ا ـ ع

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ——— عہدِ نبوی ؐ کا نظام تعلیم

بار اوّل ——— ایک ہزار

مطابع ——— صابر پرنٹنگ پریس لاہور

ناشر ——— محمد سعید

کتابت ——— محمد یونس دریاہ

سن اشاعت ——— جولائی ۱۹۷۸ء

قیمت ——— آٹھ روپے ۲۵ پیسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انتساب

مُرشدی و مولائی، شیخ الطریقت حضرت
صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام
جن کی نظرِ لُطف و عنایت سے یہ ناچیز
اس قابل ہُوا ۔ (مؤلف)

المکتبۃ الرحمانیۃ
نمبر ....

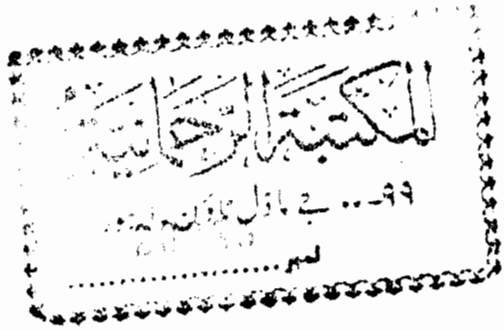

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	باعث تحریر آنکہ	ل
۲	مقدمہ	۱
۳	پس منظر	۱۳
۴	اسلام ـــــ ایک ہمہ گیر انقلاب	۲۱
۵	اسلامی نظام تعلیم کی اساس	۲۹
۶	تعلیمی انقلاب	۳۴
۷	علم کی فضیلت و اہمیت	۴۳
۸	مقاصدِ تعلیم	۵۲
۹	علم کے حصول کی تاکید و اہتمام	۶۵
۱۰	عالم یا معلّم کا مقام	۷۲
۱۱	نصابِ تعلیم	۷۶
۱۲	درس گاہیں	۸۱
۱۳	تعلیم کے اصول	۸۸
۱۴	طریقہ ہائے تعلیم	۹۳
	(۱) تعلیم کا نفسیاتی پہلو	۹۳
	(۲) بات چیت کا طریقہ	۹۶
	(۳) خطابت یا تقریری طریقہ	۹۸
	(۴) سوال و جواب کا طریقہ	۱۰۰
۱۵	عورتوں کی تعلیم	۱۰۸
۱۶	ذریعہ تعلیم ـــــ عربی زبان	۱۱۱
	(۱) عربی زبان کا ارتقاء	۱۱۲
	(۲) عہد جاہلیت کی شاعری	۱۱۵
	(۳) رسم الخط	۱۱۷
	(۴) عہد نبوی کا تحریری سرمایہ	۱۱۹
۱۷	اشاریہ	۱۲۴
۱۸	استفادہ	۱۲۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باعث تحریر آنکہ

سیرت کے کسی بھی پہلو پر مجھ جیسے بے علم اور کم مایہ کا قلم اٹھانا چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ مگر یہ حقیر سی کاوش دراصل اس احساس کا عملی نتیجہ ہے۔ جو چند سال پہلے دورانِ تدریس اُستاد مکرم جناب پروفیسر ڈاکٹر دین محمد ملک صاحب کی کلاس میں پیدا ہُوا۔ جناب ملک صاحب نے ایک سوال کے جواب میں بڑے تاسف سے فرمایا تھا کہ :۔

"ہمارے ہاں کتابیں لکھنے کا رجحان بہت کم ہے"

اس وقت لاشعوری طور پر اپنے دل میں ارادہ قائم کر لیا کہ اگر حالات نے اجازت دی تو کچھ نہ کچھ ضرور لکھوں گا۔ اس احساس کے ساتھ جب آئی۔ ای۔ آر۔ کے تعلیمی و تحقیقی ماحول سے واپس لوٹا تو عملی زندگی کے تھپیڑوں نے اس جذبہ کو بہت حد تک کم کر دیا۔ تاہم تعلیم کے متعلق مسلمانوں کے افکار کو جمع کرنے کا ارادہ بہرحال پختہ ہو گیا۔ اس ضمن میں جب عہد رسالتؐ کے تعلیمی ماحول کا مطالعہ کیا تو یہ اتنا بڑھ گیا کہ اس کو علیحدہ کتاب کی صورت دینا ناگزیر ہو گیا۔

اپنی علمی بے مائیگی کے سبب ابتدائی ماخذات کی بجائے ثانوی ذریعوں پر اکتفا کرتے ہوئے چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ کا مجموعہ ایک نہایت اعلیٰ و ارفع عنوان کے تحت حاضر خدمت ہے۔ خدا معلوم کہ کس حد تک اس عنوان کے شایان بنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو سکا ہے۔ اس امر کا اندازہ کرنا آپ کا کام ہے۔ اس لئے ان خامیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کر کے ممنون فرمائیں جو کسی بھی انداز میں اس کتاب میں موجود ہیں۔ تاکہ آئندہ کسی ایسی کوشش میں ان کا اعادہ نہ ہو۔ بصورتِ دیگر اگر یہ کوشش پسند آئے تو حوصلہ افزائی کرنا نہ بھولیئے گا۔

اس کتاب کو عہدِ نبویؐ کی تعلیمی سرگرمیوں اور تبلیغی کوششوں کا تاریخی مطالعہ کہہ لیجئے۔ اس امید پر لکھی گئی ہے کہ یہ اسلامی نظامِ تعلیم کے مزاج کو سمجھنے، تعلیم و تعلّم کے عمل میں خالصتہً اسلامی رویّہ اختیار کرنے اور اسلامی نقطۂ نظر سے علم و فن کی اہمیت و افادیت کو سمجھنے میں کسی حد تک مفید ثابت ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ بچوں کی تربیت کے عمل میں مسلمان والدین اور اساتذہ کو راہنمائی کا کام دے۔ اگر اس معیار پر یہ چند اوراق پورے اتریں تو سمجھ لیجئے کہ یہی اس کے لکھنے کا مقصد تھا۔

ہمارے ہاں تصنیف و تالیف کے میدان میں اترنے کے لئے ایک نو وارد کو جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ ان کے ذکر کا یہ محل نہیں۔ بس یوں سمجھ لیجئے کچھ آسان اور کچھ مشکل۔ البتہ تائید ایزدی کا ثمرہ ہے۔ کہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے ساری باتیں کنایتہً کرنا بھی مناسب نہیں۔ بلکہ قدرتِ کاملہ نے اس راہ میں جو اسباب پیدا فرماتے ان کا ذکر نہ کرنا ناشکری ہوگی۔ اس لئے میں سب سے پہلے اپنے مخلص دوست اور بکرم استاد جناب منوّر ابن صادق صاحب کا شکر گزار ہوں کہ جن کی راہنمائی اور مفید مشوروں سے یہ کتاب مکمل ہوئی۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ آپ نے کمال مہربانی سے اپنی تدریسی اور تحریکی مصروفیات کے باوجود اس کتاب کا مقدمہ لکھا ہے۔ علمی حلقوں میں مخلص مکرم جناب انجم رحمانی صاحب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(اسسٹنٹ ڈائریکٹر لاہور میوزیم) بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ مایوس لمحوں میں جن کی حوصلہ افزائیاں میرے لئے مشعل راہ بنیں۔ اور میرے ہمکار بھائی محمد یونس وربارہ (خوشنویس) نے نہایت آسان شرائط کے ساتھ کتابت کا کام سرانجام دیا۔ دینی حلقوں میں قاری غلام حیدر صاحب (مدرس شمشادیہ سکول) نے قرآنی آیات کی تصحیح فرمائی۔ جناب ولی محمد صاحب امیر جماعت اسلامی حلقہ صدر اور جناب محمد حسین قریشی صاحب جن کے دینی اور ملی جذبہ اور مخلصانہ عملی کوششوں سے یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ میں ان سب حضرات کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

آخر میں قارئین سے گزارش ہے۔ کہ میرے حق میں دعا فرمائیں کہ میری یہ حقیری سی کوشش اللہ عزوجل اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں شرفِ قبولیت پائے۔ آمین ؛

عبدالشکور

صدر بازار لاہور کینٹ
۱۴۔ جون ۱۹۷۸ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

از

پروفیسر منوّر ابنِ صادق ادارہ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب لاہور

قیامِ پاکستان کے بعد یہ مسئلہ مسلسل ہمارے لئے ایک چیلنج بنا ہوا ہے۔ کہ ہم اپنے نظامِ تعلیم کو اپنے ملّی تقاضوں کے مطابق کیسے تشکیل دیں۔ اس سلسلے میں سب سے اہم مسئلہ نظامِ تعلیم کی فکری اساس کا تھا لیکن خوش قسمتی سے پاکستان کے نظامِ تعلیم کی فکری اساس کا مسئلہ کبھی متنازعہ فیہ نہیں رہا۔ تحریک پاکستان کی رُوح اور اس کے تقاضوں کو سمجھنے والے لوگوں کے زیرِ اثر اسلام کو اساسی نظریۂ حیات کے طور سے مسلسل تسلیم کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ۱۹۴۷ء کی پہلی تعلیمی کانفرنس ہی میں یہ اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ پاکستان کا نظامِ تعلیم اسلامی نظریۂ حیات پر تشکیل کیا جائے گا۔ اس کے بعد کی تعلیمی دستاویزات میں بھی لفظی تغیّرات کے ساتھ اس عزم کا اعادہ کیا جاتا رہا لیکن بدقسمتی سے آج بھی نظامِ تعلیم کے عملی ڈھانچے پر نظر ڈالی جائے تو بحیثیّت مجموعی پورا نظام سیکولر نظر آتا ہے۔

المیہ یہ ہے کہ ہم اپنے نظامِ تعلیم کی اصلاح کے لئے یورپ اور امریکہ کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور چند سال سے کچھ لوگ چین اور روس کی طرف نظر اٹھائے ہوئے ہیں۔ نتیجہ ظاہر ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نرسم کہ بہ کعبہ نرسی اے اعرابی
کہ ایں راہ کہ تو میروی بترکستان است

اسلامی نظریہ حیات کے دعوے کے بعد صحیح رویہ یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ اپنے نظامِ تعلیم کی اصلاح اور تشکیل نو کے لئے اسوۂ رسول مقبولؐ کی طرف رجوع کیا جاتا کہ وہ عین ہدایت ہے۔ بقول اقبالؒ

بمصطفیٰ برسان خویش را کہ دین ہمہ اوست
گر با و نرسیدی تمام بولہبی است

تعلیم کے شعبہ میں اسوۂ رسولؐ کا جائزہ ایک اہم قومی ضرورت تھی اور عزیزم غلام عابد خان صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنے جذبۂ اخلاص اور شوقِ تحقیق یکجا کر کے اس اہم موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ دعا ہے۔ کہ نظامِ تعلیم کی تشکیل نو کے ذمہ دار افراد اس تحقیقی کاوش سے استفادہ کرتے ہوئے ملک و ملت کو صحیح نظامِ تعلیم مستفیض کر سکیں۔

اسوۂ رسالتمآبؐ کے سلسلے میں مسلمانوں کے اندر ایک ایسا طبقہ نمودار ہوا ہے۔ جس کا موقف یہ ہے۔ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہا اور جو کچھ کیا اس کی حیثیت ایک حاکمِ وقت کے فیصلوں کی سی ہے جنہیں بعد کے لوگ بطور نظیر قبول بھی کر سکتے ہیں۔ اور بدل بھی سکتے ہیں اس موقف کا خلافِ اسلام ہونا واضح ہے لیکن اس موقف کی رد میں ایک دوسرا رجحان ابھرا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ زندگی کے ہر نئے پرانے جزوی معاملے کے لئے اسوۂ رسولؐ سے سند لائی جائے۔ یہ رجحان معصومانہ ہونے کے باوجود اپنے اندر بعض خطرناک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

مضمرات رکھتا ہے جن کی ایک مثال یہ ہے۔ کہ اسوۂ رسولؐ سے کوئی نظیر لے کر اُسے کھینچ تان کر دورِ حاضر کے کسی ایسے معاملے پر فِٹ کیا جاتا ہے۔ جو درحقیقت مباحات کے ذیل میں آتا ہے۔ اور اس وجہ سے اس کے لئے اسوۂ رسولؐ سے سند لانا قطعاً ضروری نہیں ہے۔ جدید تحقیقات و ترقیات کو اسلام کے مطابق یا اسلام کو ان کے مطابق ثابت کرنے کا رجحان اسکی دوسری مثال ہے۔ جس کے زیرِ اثر اقبالؒ جیسا مفکر بھی پکار اٹھتا ہے۔ ؎

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفےٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

اسوۂ رسولؐ کے متعلق یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہنی چاہیئے کہ اپنے منصب کے اعتبار سے رسولؐ کا مشن انسانی زندگی کے اخلاقی پہلو سے متعلق ہوتا ہے۔ جس کا موضوع بنیادی طور سے یہ ہے۔ کہ انسان کے لئے اپنے خالق اور دوسرے انسانوں کے ساتھ تعلقات کے سلسلہ میں کون سا رویہ درست ہے۔ بلاشبہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں مثلاً تجارت۔ زراعت۔ صنعت وحرفت سیاست۔ معیشت اور معاشرت میں رویئے کے صحیح یا غلط کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی حد تک زندگی کے تمام شعبے منصب رسالت کی حدود میں شامل ہیں لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ان شعبوں کا فنی اور تکنیکی پہلو نبی کے منصب کا حصہ نہیں بلکہ ان میں انسانی روابط کے آداب و اخلاق۔ قواعد و ضوابط منصب نبوت کا موضوع ہوتے ہیں۔ کھجوروں کی پیوندکاری کا مشہور واقعہ اسکی ایک واضح مثال ہے۔ کہ نبی زراعت و باغبانی کے ٹیکنیکل طریقے سکھانے نہیں آتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حضورؐ نے خود فرما دیا کہ پیوند کاری کے متعلق آپ کی تجویز آپؐ کی ذاتی رائے تھی۔ اس کا تعلق تشریعی امور سے نہ تھا۔ اس طرح دوسرے شعبوں کے متعلق بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ اور ایسے امور جن کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ملے انہیں مباحات کی ذیل میں رکھتے ہوئے جدید تحقیقات سے استفادہ کرنا عین صواب ہوگا۔ اور انہیں لازماً اسوۂ رسولؐ میں یا اسوۂ رسولؐ کو ان پر فٹ کرنا مناسب نہ ہوگا۔ شعبہ تعلیم میں بھی اسی اصول کا اطلاق ہوتا ہے۔

تعلیم و تزکیہ براہِ راست رسالت کا حصہ ہے۔ قرآن حکیم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی کے ضمن میں تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیۂ نفوس کو نمایاں طور سے ذکر فرمایا ہے۔ خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو معلم قرار دیا اور حسن اخلاق کی تکمیل کو اپنے مقصد بعثت کا لازمی جز بیان فرمایا لیکن نظامِ تعلیم کے مختلف پہلوؤں کی جزئیات کو اسوۂ مبارکہ میں تلاش کرنا مناسب نہیں مثلاً سکول یا کالج کی عمارت کیسی ہو؟ ہوسٹل کا نقشہ کیا ہو؟ چاک بورڈ کا رنگ کیا ہو؟ ان تمام امور کو تعلیمی پروگرام کے سلسلے میں غیر متعلق یا غیر اہم قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن ان میں سے کسی کے متعلق اگر اسوۂ رسولؐ سے کوئی نظیر نہ مل سکے۔ تو جدید تحقیقات سے اخذ و استفادہ اور مزید تحقیقات کے لئے عزم و ارادہ کی راہ ہر وقت کھلی ہے۔

اساتذہ اور طلبا کے لئے موزوں سہولیات کی فراہمی جدید دور کا ایک مسلمہ تعلیمی اصول ہے۔ جہاں تک طلبا کے لئے سہولیات کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں تو ہمارے ہاں کوئی اختلاف نہیں۔ کہ یہ معاشرے کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لئے [illegible] ہے کہ ان کی کفالت حکومت [illegible]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے ذمے تھی۔ لیکن جب اساتذہ کا معاملہ آتا ہے۔ تو بات بدل جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اساتذہ مشنری ہے اس کا منصب پیغمبرانہ ہے۔ اور پیغمبر اپنے کام کا کوئی اجر نہیں لیا کرتا۔ حدیثِ رسولؐ سے شہادت لائی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دینی خدمات پر معاوضہ لینے سے منع فرمایا ہے۔ بجا کہ معاوضے کے بغیر دینی خدمات انجام نہ دینے کو اصول بنالینا خلافِ اسلام ہے۔ مثلاً نماز کا وقت ہو اور کوئی شخص جماعت کرانے کے لئے آگے بڑھنے سے پہلے معاوضہ طے کرنے بیٹھ جائے یا کسی عالمِ دین سے شرعی مسئلہ دریافت کیا جائے تو وہ آجکل کے وکلاء کی طرح پہلے فیس طلب کرے تو یہ بات اسلام کے تبلیغی مزاج کے بالکل منافی ہے۔ لیکن دینی خدمت کے لئے جب کسی کو باقاعدہ مامور کیا جائے گا۔ اور وہ اپنی معاش کو چھوڑ کر اس کام میں لگے گا۔ تو اس کی معاش کی ذمہ داری آخر کس پر ہوگی؟ اسوۂ رسولؐ میں اس کا جواب موجود ہے۔ لیکن اسے دانستہ یا نادانستہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

اصحاب صفہ کے متعلق سب کو تسلیم ہے کہ ان کی کفالت بالعموم حکومت کے ذمے تھی۔ لیکن یہ بات نظر انداز کر دی جاتی ہے کہ اصحابِ صفہ سب کے سب طلبہ ہی نہ تھے۔ ان میں اساتذہ بھی شامل تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تو سب شاگرد تھے۔ لیکن ان میں سے سینئر لوگوں سے معلّمی کی خدمت بھی لی جاتی تھی۔ مدینے سے باہر قبائل کی تعلیم و تبلیغ کے لئے اکثر اوقات انہی لوگوں کو بھیجا جاتا تھا۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اصحاب صفہ مفلوک الحال لوگ تھے۔ لہٰذا اس نظیر کا اطلاق صاحبِ حیثیت معلّمین پر نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلہ میں حضرت معاذ بن جبلؓ کی مثال دی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جاسکتی ہے ؟ جو اصحابِ صفہ میں سے نہیں تھے ۔ اور انھیں یمن بھیجا گیا تھا ۔ وُہ یمن میں آنحضور ؐ کے گورنر بھی تھے ۔ مبلّغ بھی اور معلّم بھی ۔ کیا ان کی کفالت کی ذمہ داری حکومت پر نہ تھی ؟ اسی طرح ہجرتِ مدینہ سے قبل بیعتِ عقبہ ثانیہ کے بعد آنحضور ؐ نے حضرت مصعب بن عمیر رضؓ اور حضرت امّ کلثوم رضؓ کو اہلِ مدینہ کی تعلیم کے لئے متعیّن کیا تھا ۔ عین ممکن ہے کہ ان کی کفالت آنحضور ؐ کی بجائے اہلِ مدینہ نے کی ہو ۔ لیکن یہ بات خلافِ قیاس ہے کہ یہ بزرگ اپنے خرچ پر اس فریضے پر مامور کئے گئے ہوں ۔

تعلیم و معیشت کے باہمی تعلق پر آجکل بہت زور دیا جا رہا ہے جس کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ "تعلیم برائے معاش" کا تصوّر غالب آگیا ہے ۔ کسی نہ کسی شکل میں فرد کو معاشی اعتبار سے معاشرہ کی پیداواری صلاحیّت میں اضافے کے لئے تیار کرنے کا رجحان عام ہے ۔ نصاباتِ تعلیم میں ووکیشنل اور ٹیکنیکل ایجوکیشن میں مسلسل توسیع و تنوع اسی رجحان کا نتیجہ ہے ۔ اور جدید نظامِ تعلیم ٹیکنیکل ایجوکیشن کے بغیر ناقص نظر آتا ہے ۔ دوسری طرف زمانۂ رسالتمآب ؐ کے نظامِ تعلیم پر نظر ڈالیں تو رسمی تعلیم میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ۔ اس امر سے نہ تو یہ نتیجہ نکالنا درست ہے کہ زمانہ رسالتمآب ؐ کا نظامِ تعلیم ناقص تھا ۔ اور نہ یہ کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن کو نظامِ تعلیم میں شامل کرنا کوئی بدعت ہے ۔ بلکہ اسے مباحات میں شامل سمجھنا چاہیئے ۔ جسے حالاتِ زمانہ کی ضرورت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے منظم کرنا عین ثواب ہوگا ۔

زمانہ رسالتمآب ؐ کے نظامِ تعلیم کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشِ نظر جس معاشرہ کی اصلاح تھی اور جس کے لئے آنحضور ؐ نظامِ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعلیم کو وسیلہ بنانا چاہتے تھے اس کا اصل مسئلہ اخلاقی تھا۔ معاشی نہ تھا۔ بنیادی طور پر آپؐ کا نظامِ تعلیم بالغاں کا نظام تھا۔ اور عملاً آپؐ کے طلباء ضرورتِ زمانہ کے مطابق معاشی صلاحیت سے مسلح تھے۔ لہٰذا انفرادی اور اجتماعی دونوں اعتبار سے ٹیکنیکل ایجوکیشن اس دور کا مسئلہ نہ تھا۔ مزید برآں اسلامی نقطۂ نظر سے تعلیم کا نصب العین "معاد" ہے "معاش" نہیں۔ لہٰذا اسلامی نظامِ تعلیم میں تعلیم کے اخلاقی پہلو کو بالادستی حاصل ہونی چاہیئے۔ اور معاشی پہلو بقدرِ ضرورت ہونا چاہیئے۔ جس کا اصل مطمحِ نظر یہ ہے کہ مردِ مسلمان دنیا میں راہبانہ نہیں بلکہ مجاہدانہ زندگی گزارے۔ اور معاشرے پر بوجھ نہ بنے۔ چنانچہ اسوۂ رسولؐ میں محنت کی عظمت بڑے مؤثر پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔ صدقہ و خیرات پر گزرِ اوقات کو کسرِ شان قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں محنت مزدوری کے ذریعے کسبِ معاش کی ترغیب دی گئی ہے۔ اصحابِ صفہؓ کی کفالت اگرچہ مجموعی طور سے حکومت کے ذمے تھی۔ لیکن "درس گاہیں" کے عنوان کے تحت زیرِ نظر کتاب میں نشان دہی کی گئی ہے۔ کہ اصحابِ صفہؓ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لایا کرتے تھے۔ اور ان کو بیچ کر نہ صرف اپنی کفالت کرتے تھے۔ بلکہ اس میں سے صدقہ و خیرات بھی کیا کرتے تھے۔

تعلیم بالغاں اس دور کا بین الاقوامی مسئلہ ہے۔ اس ضمن میں اس دورِ ترقیات میں ماہرین کے ذہن کی پرواز کی عام سطح بالغوں میں خواندگی کے فروغ تک ہے۔ جس کی کل کائنات یہ ہے کہ انھیں پڑھنا، لکھنا اور معمولی حساب کتاب سکھا دیا جاتے۔ اس کی ضرورت و اہمیت سے انکار نہیں لیکن اسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"تعلیم" کہنا درست نہیں ہوگا۔ چنانچہ اس کے لئے عام مروج اصطلاح "لٹریسی" یعنی خواندگی ہی کی ہے۔ اس کے مقابلے میں آنحضورؐ کے دور پر نظر ڈالیں۔ تو آج سے چودہ سو سال قبل کا نیم وحشی معاشرہ، وسائل بیحد قلیل، بین الاقوامی خطرات کی یلغار اور مدنی دور کا ۱۰ سالہ مختصر عرصہ اور مختلف مذہبی۔ سیاسی، معاشرتی اور معاشی پس منظر رکھنے والے نوجوان، جوان، کہولت رسیدہ اور بوڑھے طلباء کی کثیر تعداد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کے لئے صرف خواندگی ہی نہیں تعلیم کا انتظام کیا۔ ایسی بنیادی تعلیم جس میں عقائد و عبادات کے علاوہ آداب معاشرت اور معاملات کا معتد بہ حصہ شامل تھا۔ اور آجکل کی اصطلاح میں اسے اعلیٰ ثانوی تعلیم کہا جا سکتا ہے۔ ان تعلیم یافتہ عوام میں سے فقہاء و مجتہدین کی ایک اچھی خاصی تعداد تیار کی گئی ہے۔ آجکل کی اصطلاح میں اعلیٰ تعلیم بلکہ اختصاصی تعلیم کہا جا سکتا ہے۔ دورِ حاضر میں تعلیم بالغاں کے ماہرین اور منصوبہ بندوں کو رسالتمآبؐ کا تحقیقی نظر سے جائزہ لینا چاہیے اور اس قیمتی سرمائے سے کما حقہٗ استفادہ کرنا چاہیئے۔ زیر نظر کتاب کا موضوع اگرچہ تعلیم بالغاں نہیں۔ لیکن آنحضورؐ کے تعلیمی پروگرام میں تعلیم بالغاں کو جو اہمیت حاصل رہی ہے۔ اس کے پیش نظر زمانہ رسالتمآبؐ کے نظام تعلیم میں مختلف پہلوؤں کا جو تحقیقی جائزہ اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے وہ محققین تعلیم بالغاں کے لئے بے حد مفید ہو سکتا ہے۔

اس دور کا ایک اور اہم مسئلہ تعلیم نسواں ہے۔ اس وقت عورتیں تعلیم کے معاملے میں مردوں سے بہت پیچھے ہیں۔ مرد و زن کی مساوات مطلقہ کی آڑ میں عورتوں کو مردوں جیسی تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اور یوں عملاً وہ دنیا کے تمام بزعم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خود ترقی یافتہ ممالک میں تعلیمی اعتبار سے مردوں کی تابع مہمل بن کر رہ گئی ہیں۔ لیکن عورتوں کی تعلیم کے علیحدہ انتظام کی تجاویز کو رجعت پسندانہ قرار دیا جاتا ہے۔ اور خواتین کے وجود کو محض تصویر کائنات کی رنگینیوں کا ایک ذریعہ سمجھنے والے مرد اور ہر میدان میں مردوں کے دوش بدوش زندگی کی دوڑ میں مسابقت کی مدعی خواتین فیشن کے طور پر ان تجاویز کی مخالفت میں پیش پیش نظر آتی ہیں۔ زیر نظر کتاب میں تعلیم نسواں کا جائزہ گو بڑا مجمل اور تحقیق مزید کا متقاضی ہے۔ لیکن اس سے یہ امر حتمی طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ اسوۂ رسول مقبولؐ خواتین کے لئے جداگانہ تعلیمی انتظامات کا تقاضا کرتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے لئے وعظ و نصیحت اور درس و تدریس کے لئے مردوں سے علیحدہ ایک دن مختص کر رکھا تھا۔ مزید برآں مدینہ منورہ میں حضرت عائشہؓ کا درس علیحدہ خواتین کی یونیورسٹی کی حیثیت رکھتا تھا۔ آنحضورؐ کو خواتین کی جداگانہ تعلیمی ضرورتوں کا کس درجہ احساس تھا۔ اس کا اندازہ اس امر سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ ہجرت سے قبل بیعت عقبہ ثانیہ کے فوراً بعد آپؐ نے اہل مدینہ کی تعلیم و تبلیغ کے لئے جن افراد کو متعین فرمایا تھا۔ اُن میں بارہ مردوں کے علاوہ دو خواتین (حضرت اُم عمارہ، اور حضرت اسماء بنت عمرو) بھی شامل تھیں۔

"درسگاہیں" کے زیر عنوان مصنف نے زمانہ رسالتمآبؐ کے اہم تعلیمی مراکز کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔ اور نظام تعلیم میں مسجد کی مرکزی حیثیت کی نشاندہی پیش کی ہے۔ مصنف کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ عہد نبویؐ میں صرف مدینہ کے اندر نو مساجد تھیں اور مضافاتی قبائل کی بیس مساجد ان کے علاوہ تھیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خواتین کے حلقہ ہائے درس علیحدہ تھے۔ جس میں حضرت عائشہؓ کے درس کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ مدینہ منورہ کے علاوہ دیگر شہروں اور علاقوں میں مراکز تعلیم کا جائزہ شامل کتاب نہیں۔ لیکن مدینہ منورہ میں مراکز تعلیم کی تعداد سے مملکت اسلامیہ کے اس ابتدائی دور میں تعلیم گاہوں کے تعدد اور وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ رائے درست معلوم نہیں ہوتی کہ دور رسالتمآبؐ صفہ کو تو اقامتی یونیورسٹی کی حیثیت حاصل تھی۔ لیکن اس کے علاوہ کسی رسمی درسگاہ کی نشاندہی مشکل ہے۔ "رسمی درسگاہ" کے "جدید تصور" کے مطابق تو شاید صفہ کو بھی یونیورسٹی کہنا مشکل ہو۔ لیکن درس گاہ کے تعلیمی پہلو کے اعتبار سے اس دور کی تمام مساجد درسگاہوں کی حیثیت رکھتی تھیں۔ البتہ مسجد نبویؐ کی مرکزی حیثیت کی وجہ سے صفہ کو مرکزی درس گاہ کا درجہ حاصل تھا۔ اور اس کے مقابلے میں باقی مساجد ایسے تھیں جیسے کسی یونیورسٹی سے ملحق کالج ہوتے ہیں۔

"نصاب تعلیم" پر مصنف کا جائزہ زیر نظر کتاب کی جان ہے۔ اس کے مطالعہ سے میرے علم میں بڑا اضافہ ہوا ہے۔ مصنف نے زمانہ رسالتمآبؐ کے نصاب تعلیم کی وسعت کی نشاندہی کر کے بہت بڑی علمی خدمت انجام دی ہے۔ جدید ماہرین تعلیم نصاب کے روائتی اور جدید تصور کے حوالے سے اس کے احاطہ کار کے متعلق ابھی تک بحث و تمحیص کی سٹیج میں ہیں۔ لیکن آج سے چودہ سو سال قبل کے زمانہ میں جسے تاریخ تعلیم کے اعتبار سے بالکل ابتدائی زمانہ قرار دیا جائے گا۔ نصاب کی جامعیت کا یہ عالم تھا۔ کہ اسمیں دینی۔ دنیوی۔ نقلی اور عقلی علوم کے علاوہ ہم نصابی مشاغل اور سرگرمیاں بھی شامل تھیں۔ عہد نبویؐ میں تعلیم عامہ کے نصاب کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خاکہ کچھ یوں ہے ۔

دینی علوم ۔ قرآن ۔ حدیث ۔ فقہ ۔ تجوید ۔

عقلی و دنیوی علوم ۔ ہیئت ۔ انساب ۔ ریاضی ۔ طب ۔

لغت و ادب ۔ عربی زبان و ادب ۔ غیر ملکی زبانیں بالخصوص عبرانی ۔

فنون ۔ خطاطی ۔ اسلحہ سازی ۔

ہم نصابی مشاغل ۔ گھڑ سواری ۔ گھڑ دوڑ ۔ شتر دوڑ ۔ پیراکی ۔ نشانہ بازی ۔

شعائر اسلامی کی پابندی ان کے علاوہ تھی ۔ جس کی لازمی حیثیت شک و شبہ سے بالاتر ہے ۔

آج کے ترقی یافتہ دور میں ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطح کے نصاب پر نظر ڈالیں اور پھر اس کے خاکہ کو ملاحظہ فرمائیں تو زمانہ رسالت مآبؐ کے اعلیٰ تعلیمی معیار اور اپنے دور کی بے بضاعتی کا شدید احساس ہوگا ۔

کسی بھی نظام تعلیم میں اس کی فکری بنیادوں کو اہم ترین حیثیت حاصل ہوتی ہے ۔ زیر نظر کتاب کے مصنف نے اس اہم پہلو کو پیش نظر رکھا ہے ۔ اور اپنے جائزہ کے بجا طور سے اُسے اولیت حاصل ہے ۔ اور بڑی خوبصورتی سے واضح کیا ہے کہ وحی الٰہی کے فکری سرچشمے سے حاصل شدہ توحید ، رسالت ۔ آخرت ۔ خلافت ۔ اخوت ۔ حریت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اساسی تصورات عہد نبویؐ کے نظام تعلیم کے لئے فکری اساس کی حیثیت رکھتے تھے ۔ ان تصورات کی روشنی میں نظام تعلیم کا مطمع نظر ایسے معاشرہ کا قیام تھا ۔ جس میں انسان دنیا و آخرت کی فلاح حاصل کر سکے ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زیرِ نظر کتاب کا موضوع سیرۃ النبیؐ کا ایک خاص شعبہ ہے۔ تحقیقی کاوش سے قطع نظر یہ امید ہے کہ ذکرِ محبوبؐ کا یہ انداز اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوگا۔ اور مصنف کو اس پر اجرِ عظیم ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اہلِ علم و دانش اور صاحبانِ دردِ دل میں بھی قبولیت عطا فرمائے کہ اس میں مصنف کے ذوقِ تحقیق اور جذبۂ خدمتِ اسلام کی جھلک نمایاں ہے۔ ثانوی ذرائع سے ماخوذ ہونے کے باوجود نظامِ تعلیم کے جدید تصورات کے مطابق موضوعاتِ کتاب کی پیش کش اور اسلوب کی ندرت نے تصنیف میں اوریجنیلٹی پیدا کر دی ہے۔ قرآن و حدیث کا وسیع سرمایہ بہرحال مصنف کے ہونہار قلم کی جولانی کا مظہر ہے۔ اور ہم دُعاگو ہیں کہ۔

ع اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

منوّر ابنِ صادق

لاہور ۶۔ نومبر ۱۹۷۷ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پس منظر

بحیثیت مسلمان اسلام یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام اور تعلیم کے متعلق ہمارا دعوے ہے کہ وہ دنیا کی عظیم الشان روحانی۔ اخلاقی اور معاشرتی دعوت تھی تو اس بنا پر ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ظہور اسلام سے پہلے دنیا کی عمومی حالت کیا تھی۔ اس وقت کی دنیا کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ وہ ایک ایسا کرہ ارضی تھا جس پر آفتاب نہیں چمکتا تھا۔ تو بالکل بجا ہوگا۔ کیونکہ تمام دنیا میں سچے اور صحیح عقیدہ کا کہیں وجود نہ تھا۔ توحید کی روشنی سے دنیا کا ذرہ ذرہ محروم تھا۔ اسوقت انسانی تہذیب کے مراکز یعنی مصر، یونان اور روم میں سورج، چاند اور مختلف ستاروں اور سیاروں کی خدائی تھی۔ ان ہی کے معبد تھے۔ اور انہی کے ناموں پر بے گناہ انسانوں اور جانوروں کی قربانیاں دی جاتی تھیں۔ ہر جگہ پتھر کی مورتوں، مٹی کی صورتوں، سونے چاندی اور جواہرات کے بتوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ عباس محمود العقاد مصری کے الفاظ میں:۔

"اس پرآشوب دور میں عالم انسانی کا نظام فکر و عمل درہم برہم ہو چکا تھا معاشرہ کی اخلاقی اور روحانی قدریں دم توڑ چکی تھیں۔ ہیئت اجتماعیہ کا سیاسی مزاج بگڑ چکا تھا۔ نسل آدم و حوا طبقاتی امتیازات کے تاریک غار میں محبوس ہو کر ایک تباہ کن ذہنی اور سیاسی خلفشار میں مبتلا ہو چکی تھی۔ بنی نوع انسان کے ظاہری و باطنی، روحانی اور مادی۔ ذہنی اور معاشی سکون و اطمینان کا سرمایہ لٹ چکا تھا۔ اور انسانیت کے پاس اضطراب، بیچینی، بیقراری اور حرماں نصیبی کے سوا کچھ باقی نہ بچا تھا۔"[1]

---

[1] روزنامہ نوائے وقت، ۱۴ مارچ ۱۹۷۶ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دُنیا کی یہ وہ عام حالت تھی جس میں سابقہ پیغمبروں کی تعلیمات بلکہ عام انسانی قدروں تک کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اس عمومی پس منظر کے بعد یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد کی عظیم سلطنتوں اور تہذیب و تمدن کی دعویدار سیاسی جمعیتوں کا جائزہ لیا جائے۔ کہ ان کی دروں خانہ حالت کیا تھی؟ اور جس تہذیب و ثقافت کے وہ امین تھے ان سے انسانیت کہاں تک بہرہ ور ہو رہی تھی؟ اس عہد کے تاریخی مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایران اور رُوم میں اس وقت کی دو عظیم سیاسی طاقتیں تھیں۔ مذہبی نقطۂ نظر سے جائزہ لیا جاتے تو یہود اور ہندو دو قومیں قابلِ ذکر ہیں۔ سید سلیمان ندوی کے الفاظ میں:

"اس وقت روئے زمین کی اہم طاقتیں فارس اور رُوم تھیں۔ فارس کا مذہب مجوسیت تھا۔ جس کا دائرہ عراق سے لے کر ہندوستان کی سرحد تک محیط تھا۔ اور روم کا مذہب عیسوی تھا۔ جو یورپ، ایشیا اور افریقہ کے تینوں براعظموں کو گھیرے ہوتے تھا۔ لیکن مذہبی حیثیت سے دو اور قومیں بھی قابلِ ذکر ہیں۔ جن میں ہر ایک کو اپنی قدامت کا دعوٰے تھا۔ وہ یہود اور ہندو تھے"[1]

فارس جو سیاسی لحاظ سے دُنیا کی بہت بڑی طاقت اور مذہبی لحاظ سے مجوسیت کا پیروکار تھا۔ اس کے روحانی اور اخلاقی انحطاط کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ۔

"ایران میں بابلی تہذیب کے اثر سے ستارہ پرستی عام تھی۔ زرتشت نے کسی قدر اصلاح کا علم اٹھایا۔ لیکن بعد میں عیسائیت اور مجوسیت سے ایک ایسا مرکب تیار ہوا جس کے زیرِ اثر دنیا سے قطع تعلقی ترکِ ازدواج۔ باپ کا بیٹی اور بھائی کا بہن کو اپنی زوجیت میں لینا کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ پانچویں صدی عیسوی میں یزدگرد ثانی نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا اور پھر اُسکو قتل کروا ڈالا"[2]

---

[1] سیرت النبیؐ جلد چہارم ص ۲۱۲-۱۳۔ [2] سیرت النبیؐ جلد چہارم ص ۲۱۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اب روم کی حالت بھی ملاحظہ فرمائیے ۔

"ملک کی عام سیاسی و اخلاقی حالت سے قطع نظر جب ہم مذہبی پہلو پہ نظر کرتے ہیں تو اس سے بھی زیادہ دلخراش تصویر سامنے آتی ہے ۔ بُت پرست رعایا کو چھوڑ کر جو ستاروں، دیوتاؤں اور بتوں کی پوجا میں بدستور مصروف تھی دوسرے لوگ جنہوں نے عیسائیت بھی قبول کر لی تھی وہ بھی باپ بیٹا اور روح القدس اور مریمؑ کی خُدائی کے معتقد تھے ۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ اور روح القدس کی شخصیت اور مرتبہ کی تعین نے بیسیوں فرقے پیدا کر دیئے تھے ۔ جس میں زبانی مناظروں سے گزر کر جنگ و جدال کی نوبت آتی تھی ۔ یہاں تک کہ ۵۱۴ء میں خود عیسائیوں کے دو گروہوں میں عظیم الشان جنگ لڑی گئی ۔ جس میں پینسٹھ ہزار (۶۵،۰۰۰) عیسائیوں کو فارغ البلد ہونا پڑا ۔"[1]

اسی سلطنت روما کے بارے میں مختلف مغربی مؤرخین کی آراء کی مدد سے سید سلیمان ندوی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ :-

"تیسری صدی سے ساتویں صدی عیسوی تک مسیحیت کی جو حالت رہی ہے وہ اس کیلئے باعثِ ننگ ہے ۔ مشرکانہ رسوم نے مذہب کی جگہ لے لی تھی ۔ اصل رومی بُت پرستانہ عقیدوں نے مسیحی مذہب کا روپ دھار لیا تھا ۔ حضرت مسیحؑ کے ناسوتی اور لاہوتی دو عنصروں کی تحلیل مصر کو قابو رکھنے کے لئے کی گئی ۔ ضعیف الاعتقادی بڑھ گئی اور ہر بڑے پادری سے اس کی وفات کے بعد دُعا مانگی جاتی تھی ۔ ملک شام میں جو بڑے پادری اور بطریق تھے ۔ اُن کے معتقد اُن کو سجدے کرتے تھے ۔"[2]

---

[1] سیرت النبیؐ جلد چہارم ص ۲۲۲-۲۲۳ [2] سیرت النبیؐ جلد چہارم ص ۲۲۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس عہد کا ہندوستان جو ایک متمدن ملک تھا۔ اور جہاں ایک با اثر مذہب قائم تھا۔ جس کے ارتقائی دور کی تاریخ طولانی ہے۔ جس کی ابتداء دو ہزار سال قبل مسیحؑ سے شروع ہوتی ہے۔ جس میں اصل ہندو اور ویدک، کوروؤں اور پانڈوؤں کی جنگیں عقلیت کا زمانہ۔ بُودھ دور اور گوتم بُدھ کی تعلیم تک شامل ہے۔ جو تقریباً ہندوستان میں مسلمانوں کے داخلہ تک قائم رہا۔ اس سارے عہد کا ماحصل اور نچوڑ یہ ہے کہ:۔

"عورتیں جوئے میں ہاری جاتی تھیں۔ ایک عورت کے کئی شوہر ہوتے تھے وہ بیوہ ہو کر زندگی کی ہر لذت سے عمر بھر کے لئے محروم کر دی جاتی تھی۔ اس لئے مرد کے مرنے کے بعد بعض عورتیں زندہ در آتش ہونا پسند کرتی تھیں لڑائی میں شکست کے خوف سے خود اپنے باپ بھائی قتل کر دیئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض فرقوں میں عورتیں مرد اور مرد عورتوں کو ننگا کر کے اُن کی پوجا کرتے تھے۔ اور مذہبی تہواروں میں شراب پی کر ایسے بدمست ہوتے تھے کہ پھر اپنی ماں بہن بیٹی اور پڑوسن کی تمیز نہیں رہتی۔ اور اس کو وہ نیکی کا کام سمجھتے تھے۔ شودروں کے نام سے ایک پوری قوم کی قوم ایسی غلامی میں مبتلا تھی کہ تعلیم و تربیت اور تہذیب و اخلاق اور دین و ایمان سے محروم رہنا اس کا فرض تھا۔ وید کی آواز بھی ان کے کانوں میں پڑ جائے تو اس میں سیسہ پگھلا کر ڈال دینے کا حکم تھا۔ راجاؤں کی بیویوں کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی۔ قانون کی بنیاد مساوات انسانی پر نہیں بلکہ ذاتوں پر تھی۔ اور عورتیں فروخت کی جاتی تھیں"[1]

اس عہد کی دنیا میں اگر یہ کہا جائے کہ یہود ایک ایسی قوم تھی۔ جو موحد کہی جا سکتی

---

[1] سیرت النبیؐ جلد چہارم ص ۲۳۴ - ۲۳۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے تو بجا ہوگا۔ دنیا کی آبادی اور اصلاح میں سب سے زیادہ اُمیدیں اسی قوم پر کی جاسکتی تھیں۔ لیکن حضرت نوحؑ کے بیٹے سام کی یہ اولاد جو سب سے پہلے وحیٔ الٰہی کی امانت دار بنی۔ سخت جان ہونے کے ساتھ ساتھ سنگدل بھی ثابت ہوئی۔ اس قوم نے مختلف زمانوں میں اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ ان کو تکلیفیں دیں۔ بلکہ ان کو قتل کر ڈالا۔ حضرت موسیٰؑ اور اُن کے بعد کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس نے ان کی سنگدلی پر ماتم نہ کیا ہو اور ان کی سرکشی کے باعث ان کے حق میں بددُعا نہ کی ہو۔ اس قوم نے تورات کی تعلیم میں تحریف کر دی تھی۔ اور اس کے قوانین کی اپنے حسبِ حال تاویلیں کرنے لگے تھے۔ اور آپس میں خوں ریزی، قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ مال و دولت کے حرص کی وجہ سے اُن میں ہر قسم کا لالچ، اور اخلاقی کمزوری پیدا ہو گئی تھی۔ سود خوری عام تھی۔ ان میں مشرکانہ بت پرستی کے بعض اثرات بھی پیدا ہو گئے تھے۔ اوہام و خرافات پر ان کا ایمان تھا۔ تعویز۔ گنڈا۔ جادو۔ اور عملیات پر فریفتہ تھے۔ عیسائیوں کی نقل میں وہ بھی حضرت عزیرؑ کو خُدا کا بیٹا کہتے تھے۔ دولت اور ثروت پر بہت غرور کرتے تھے۔

اس عہد کی متمدن قوموں اور عظیم سلطنتوں کی یہ حالت تھی تو ظاہر ہے کہ عرب کی حالت کیا ہوگی۔ جہاں کوئی سیاسی وحدت موجود نہ تھی۔ بدوی اور قبائلی معاشرہ پر ظلمت کا گھٹاٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ مکّہ کو اگرچہ دینِ ابراہیمیؑ کی وجہ سے مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ لیکن اُن کی تعلیمات کا بہت معمولی عنصر باقی تھا۔ عباس محمود العقاد کے تجزیہ کے مطابق:

"ملک کا مرکزی مقام مکّہ دنیا کا قدیم ترین شہر تھا۔ یہ بستی بعض تضادات کا ایک عجیب و غریب مجموعہ تھی۔ ایک طرف خوشحالی۔ فارغ البالی۔ عیش و عشرت کی ہنگامہ آرائی۔ شراب و شاہد و شکر فروشی کی گرم بازاری تھی۔ تو دوسری طرف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نکبت و افلاس غربت و بے مائیگی اور ضروریاتِ زندگی سے محرومی کے مظاہر بھی موجود تھے۔ بیت اللہ کا وجود جہاں ایک روحانی قدر کی نشاندہی کرتا تھا وہاں دوسری طرف قمار بازی، بدکاری اور شراب نوشی کی قباحتیں برسرِ عام تھیں۔ ابراہیمؑ کی امت اور اسمٰعیلؑ کی چہیتی اولاد پیغام ابراہیمی علیہ السلام کو بھلا کر شرک و بت پرستی کی معصیت میں مبتلا ہو چکی تھی۔ مشترک اخلاقی اور روحانی نظریہ کے فقدان کے باعث یہ قوم دوراہے پر کھڑی تھی۔ وقت آچکا تھا کہ حالات کی کوئی کروٹ اسے بلندیوں کی طرف اچھال دے یا ہمیشہ کے لئے ذلت و ادبار کے گڑھے میں دھکیل دے۔[1]

رُوم اور فارس کی دو عظیم عالمی طاقتوں اور ہند اور یہود کی با اثر مذہبی قوموں کی صورت حال سے ہم بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ اسوقت دنیا کی تعلیمی حالت کیا ہوگی؟ رومی سلطنتیں اس وقت ایسی گروہ بندی کا شکار تھیں۔ کہ آپس میں مذہبی جدل و پیکار نے ان کی حالت ناگفتہ بہ کر دی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی تعصب اور رواداری کے فقدان سے وہاں کوئی تعلیمی نظام نہیں پنپ سکا ہوگا۔ پادریوں اور بادشاہوں کی مذہبی اجارہ داری نے عوام تک تعلیم پہنچنے کی کب اجازت دی ہوگی۔ کلیسا جو اس عہد کے تعلیمی مرکز کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔ اس کی حالت کا اندازہ بھی چنداں مشکل نہیں۔ اس کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ فارس اور رُوم کی مسلسل جنگوں نے دونوں ملکوں کو نہ صرف سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے تباہ کیا۔ بلکہ اس کا براہِ راست اثر تعلیم پر بھی پڑا ہوگا۔ اس عہد کے تاریخی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اہل فارس رومی علاقوں کو فتح کرتے تو کلیساؤں کو ملیامیٹ کر دیتے تھے۔ اور اس طرح جب رومی فتحیاب ہوتے تو وہ

---

[1] عباس محمود العقاد المصری "آفتاب ہدایت" روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۱۴/۳/۷۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کے آتش کدوں کو کلیساؤں میں تبدیل کر دیتے تھے۔ خاص کر سرحدی علاقے اس صورتِ حال سے زیادہ متاثر ہوتے تھے۔ دوسری بات جو ذہن میں ابھرتی ہے وہ یہ کہ تعلیم اسوقت صرف مذہبی راہنماؤں۔ بادشاہوں اور ان کے شہزادوں کی ضروریات میں شامل تھی۔ اور تعلیم جیسا کہ آجکل ہر معاشرہ میں ہر انسان کی بنیادی ضرورت سمجھی جاتی ہے۔ اس عہد میں اس قسم کا کوئی تصور موجود نہیں تھا۔

ایران کے اس دور کے تاریخی مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ وہاں خالص جاگیرداری نظام رائج تھا۔ شہنشاہ اور امراء ایسے عیاش تھے کہ عوام کی بھلائی اور بہبود کی ان کو کوئی فکر نہ تھی۔ اس دور میں انسانیت کی جو قدر و منزلت تھی وہ بھی سطور بالا سے عیاں ہوتی ہے۔ اس طرح ہندوؤں کی حالت بھی محتاج بیان نہیں۔ ذات پات کی تقسیم اور برہمنوں کی مذہبی اور تعلیمی اجارہ داری اس بات کی کب اجازت دے سکتی تھی کہ وہاں کوئی عوامی علمی تحریک پیدا ہو سکے۔

اب رہی یہود کی بات تو وہ قوم اپنے مال و ثروت میں بدمست، اپنے آسمانی صحائف میں تحریف کی مجرم اور اخلاقی پستیوں کی حامل قوم جس کو کوئی سیاسی اور جغرافیائی وحدت نصیب نہ ہوتی ہو وہ کیونکر کسی ایسے تعلیمی نظام کی راہبری کر سکتی تھی جس میں عامۃ الناس کی بھلائی موجود ہو۔ تاہم اپنی تاریخ سے والہانہ وابستگی اور عبرانی زبان سے محبت کے پیش نظر انہوں نے کچھ تعلیمی مدارس قائم کر رکھے تھے۔ اور ان میں تورات اور انجیل کے عالم بھی موجود تھے۔ جس کی وجہ سے انہیں عرب کی دوسری اقوام کے مقابلے میں تفوق حاصل تھا۔

اس سارے تاریخی پس منظر اور اس کی روشنی میں لئے گئے جائزہ کا مقصد یہ تھا۔ کہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قبل دنیا بھر میں ہمیں کسی ملک یا قوم میں کسی ایسی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اصلاحی اور تعلیمی تحریک کا شائبہ تک نہیں ملتا۔ جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ تعلیم کو ہر انسان کی بنیادی ضرورت قرار دیا گیا ہو۔ اور علم اور ضرورت علم یا اس کی فضیلت کو آشکارا کر کے اس کے حصول کا اہتمام کیا گیا ہو۔ قاضی سلمان منصور پوریؒ نے اسوقت کی تعلیمی حالت یوں بیان کی ہے :۔

"عرب نوشت و خواند سے معرّا اور مبّرا تھا۔ اور اسے اپنی اس حالت پر ناز بھی تھا لیکن یہودیوں اور عیسائیوں میں بھی تعلیم کا نام و نشان نہ تھا۔ جو تعلیم پادریوں میں پائی جاتی تھی وہ صرف بائیبل کے حروف سیکھنے تک محدود تھی۔ اس کے ساتھ ترجمہ و تفسیر شامل نہ تھے۔ یا اُن بے سروپا داستانوں کو علم کا درجہ دے دیا گیا تھا۔ جو یہودیوں میں بطور کبھی ناول لکھی گئی تھیں اور پھر ان کا درجہ وحی کے برابر تسلیم کر لیا گیا تھا۔ ہندوستان میں شریمد بھاگوت اور پرانوں کی حکومت تھی۔ بہت زیادہ ترقی کی صورت میں رامائن اور مہابھارت کے قصے منتہائے علم سمجھے جاتے تھے۔ یہی حال چین اور ایران کا تھا۔ یورپ بالکل جہالت کدہ تھا"[۱]

---

[۱] رحمۃ اللعالمین جلد سوئم ص۲۰۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلام — ایک ہمہ گیر انقلاب

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت مصر، یونان۔ کلدانیا اسیریا اور بابل کی عظمت افسانۂ پارینہ بن چکی تھی۔ خود عرب اور مضافاتِ عرب میں جو نامور حکومتیں تھیں مدت گزری اُن کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ انسانیت اخلاقی۔ روحانی اور سیاسی انحطاط کے باعث جس دوراہے پر کھڑی تھی اس کا پچھلی سطور میں ذکر تفصیلاً ہو چکا ہے جادہ و منزل سے بے خبر دنیائے انسانی کے مذکورہ حالات اس بات کے شاہد تھے کہ انسانیت کی اس ڈانواں ڈول کشتی کو ساحل مراد تک پہنچانے کے لئے ایک ناخدا کی ضرورت تھی۔ دنیا ایک ایسے راہبر فرزانہ کی تلاش میں تھی جو اخلاقی اور روحانی پستیوں میں گری ہوئی انسانیّت کو ظلمت کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر عظمتِ انسان کی نشاۃ ثانیہ کا اہتمام کرے۔ ہر زمانے میں کچھ اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو حالات کی کم سوادی سے نالاں ہوتے ہیں۔

"باشعور طبقہ صورتِ حال کی اس کم سوادی سے نالاں اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ مگر اصلاحِ احوال کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو رہی تھی۔ جب کبھی چار ذی فہم سر جوڑ کر بیٹھتے اور عقیدہ و عمل کے بارے میں گفتگو چل نکلتی تو ہر کوئی قوم کی بے عملی اور اخلاقی انحطاط کا رونا روتا۔"[1]

مقتضائے وقت کی اہمیت کا وہ احساس جس کا ذکر کیا گیا ہے عباس محمود العقاد

---

[1] روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۲۴/۱۴ص "آفتاب ہدایت" از عباس محمود العقاد مصری)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

" حالات کس چیز کے متقاضی تھے؟ دنیائے انسانی کو کس چیز کی ضرورت تھی؟ عرب قوم کے حالات کا مداوا کیا تھا؟ مکّہ کی بستی اپنی مرکزی اہمیت کی وجہ سے ایک پیغمبر کی ضرورت محسوس کر رہی تھی۔ اور اس بستی کے ایک معزز گھرانے میں ایک ایسا بچہ تربیت پا رہا تھا۔ جس کی عظمت کے آثار نمایاں تھے۔ تہذیبِ انسانی کی تاریک فضاؤں کے ماحول میں عرب کے اُفق سے اسلام کا سورج ۶۱۰ء میں نور ہدایت کے ساتھ طلوع ہوا۔ قریشِ مکّہ کے ایک معزز گھرانے میں پرورش پانے والے محمدؐ بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نوعِ انسانی کو خدا تعالےٰ کا آخری پیغام یعنی دینِ اسلام دیکر تاریکی سے نکالا اور روشنی میں لا کھڑا کیا۔ کفر و ضلالت اور گمراہی کی پستی سے نکال کر بلند کیا۔ ظلم سے نفرت دلا کر رحم و عدل کا خوگر بنایا۔ گناہ کاری اور سیاہ کاری سے بچا کر پرہیز گار بنایا۔ ایک خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا درس دے کر منزل مقصود پر لگایا۔ حصولِ علم کو فرض قرار دیکر جہالت کے گڑھے سے نکالا۔ قانون خداوندی کا پابند کر کے انسان کو انسان کی زندگانی کا گُر سکھایا۔ اخوت و مساوات کا سبق پڑھا کر انسانیت کی بکھری ہوئی عمرانی قوت کو یکجا کر دیا۔ اور سماجی انصاف قائم کر کے ظلم و ستم کے پہاڑوں کو گرا دیا۔ دنیا امن کا گہوارہ بن گئی۔ اور ہر طرف اس کائناتِ رنگ و بُو میں نورِ خدا کی روشنی پھیل گئی ہے"[1]

---

[1] روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۲۶/۳/۱۴ ص۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

داعیٔ انقلاب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر قلیل مدت میں دنیا کو امن کا گہوارہ بنایا اور پیغام خداوندی کو پھیلایا۔ اس کی مثال دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ تھوڑے ہی عرصے میں ریگستانِ عرب سے اٹھنے والے پیغامِ خداوندی نے قیصر و کسریٰ کے محلات کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ یہ تمام کامرانیاں اور کامیابیاں تائید و نصرتِ ایزدی اور بانیٔ انقلاب کے اسوۂ حسنہ کی سحر آفرینیاں ہیں۔ جن کے غیر بھی معترف ہیں۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں۔ کہ سنہ ۱۹۱۱ء میں بیروت کے ایک مسیحی اخبار "اخبار الوطن" نے لاکھوں عرب عیسائیوں کے سامنے یہ سوال پیش کیا تھا۔ کہ دنیا میں سب سے بڑا انسان کون ہے؟ اس کے جواب میں ایک عیسائی عالم (داور مجاعص) نے لکھا:۔

"دنیا میں سب سے بڑا انسان وہ ہے۔ جس نے دس بس کے مختصر زمانہ میں ایک نئے مذہب، ایک نئے فلسفے، ایک نئی شریعت اور ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی۔ جنگ کا قانون بدلا اور نئی قوم پیدا کی۔ اور ایک نئی طویل العمر سلطنت کی بنیاد رکھی۔ لیکن ان تمام کامیابیوں کے باوجود وہ اُمّی اور ناخواندہ تھا۔ وہ کون! محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قریشی۔ عرب اور اسلام کا پیغمبر اس پیغمبر نے اپنی عظیم الشان تحریک کی ہر ضرورت کو خود ہی پورا کیا۔ اور اپنی قوم اور اپنے پیروؤں کے لئے اور اس سلطنت کے لئے جس کو اس نے قائم کیا۔ ترقی اور دوام کے اسباب بھی خود مہیا کر دیئے۔ اس طرح کہ قرآن اور حدیث میں وہ تمام ہدایات موجود ہیں جن کی ضرورت ایک مسلمان کو اس کے دینی یا دنیاوی معاملات میں پیش آسکتی ہے۔ حج کا ایک سالانہ اجتماع فرض قرار دیا تاکہ اقوامِ اسلامی میں اہلِ استطاعت لوگ ایک جگہ جمع ہو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرا پنے دینی اور قومی معاملات میں باہم مشورے کر سکیں۔ اپنی امّت پر زکوٰۃ فرض کر کے قوم کے غریب طبقہ کی حاجت پوری کی۔ قرآن کی زبان کو دنیا کی عالمی اور عالمگیر زبان بنا دیا کہ وُہ مسلمانوں کے باہمی تعارف کا ذریعہ بن جائے۔ قوم کے ہر فرد کو ترقی کا موقع اس طرح عنایت کیا کہ کہہ دیا کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان پر صرف تقویٰ کی بزرگی حاصل ہے اسی بنا پر اسلام ایک حقیقی جمہوریت بن گیا۔ جس کا رئیس قوم کی پسند سے منتخب ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے ایک مدّت تک اس اصول پر عمل کیا۔ یہ کہہ کر عرب کو عجم پر عجم کو عرب پر کوئی فضیلت نہیں۔ اسلام میں داخل ہونا ہر شخص کے لئے آسان کر دیا۔ غیر مسلموں کے لئے اسلامی ملکوں میں عیش و آرام اور امن و اطمینان سے سکونت کی ذمہ داری یہ کہہ کر اپنے اوپر لی کہ تمام مخلوق خُدا کی اولاد ہے تو خُدا کا سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو سب سے زیادہ اس کی اولاد کو فائدہ پہنچائے۔ خاندانی اور ازدواجی اصلاحات بھی اس سے پوشیدہ نہ رہیں۔ اس نے نکاح و وراثت کے احکام مقرر کئے۔ عورت کا مرتبہ بلند کیا۔ نزاعات اور مقدمات کے فیصلوں کے لئے قوانین بنائے۔ بیت المال کا نظام قائم کر کے قومی دولت کو بیکار نہ ہونے دیا۔ علم کی اشاعت اور تعلیم اس کی کوششوں کا بڑا حصّہ رہیں۔ اس نے حکمت کو ایک مومن کا گمشدہ مال قرار دیا۔ اسی سبب سے مسلمانوں نے اپنی ترقی کے زمانہ میں ہر دروازے سے علم حاصل کیا۔ کیا ان کارناموں کا انسان دنیا کی سب سے بڑی ہستی قرار نہ پائے گا؟[1]

---

[1] سیرت النبیؐ۔ جلد چہارم صفحہ ۴۰۱-۴۰۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انسانی تاریخ کے اسٹیج پر کئی نامور شخصیتوں کے مثبت اور منفی کردار نمایاں ہیں جنہوں نے انسانی زندگی کے کسی نہ کسی پہلو کو متاثر کیا ہے۔ لیکن جملہ انسانیت کی فوز و فلاح اور ہمہ گیر تعمیر انسانیت کے لئے تاریخ انسانی سوائے داعی انقلاب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتی جس کی عملی زندگی جملہ پہلوؤں کو سمیٹے ہوئے نوع انسان کی سعادت و فلاح اور ہدایت کی ضامن ہو۔ اور نہ ہی تاریخ انسانی میں کوئی ایسا کثیر الاطراف کردار سامنے آتا ہے۔ جو ہمہ پہلو کفیل اور انسانیت کے لئے قابل تقلید ہو۔ سید سلیمان ندوی نے اس کا نہایت اچھوتے انداز میں جائزہ لیا ہے۔

"بہرحال تاریخ کی دنیا میں ہزاروں، لاکھوں اشخاص نمایاں ہیں۔ جنہوں نے آنے والوں کے لئے اپنی اپنی زندگیاں نمونہ کے طور پر پیش کی ہیں۔ ایک طرف شاہان عالم کے باشان و شوکت دربار ہیں۔ ایک طرف سپہ سالاروں کے جنگی پرے ہیں۔ ایک طرف حکماء اور فلاسفہ کا متین گروہ ہے۔ ایک طرف فاتحین عالم کی پُرجلال صفیں ہیں۔ ایک طرف شعراء کی بزم رنگین ہے۔ اور ایک طرف دولت مندوں اور خزانوں کے مالکوں کی نرم گدیاں اور کھنکھناتی تجوریاں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی زندگی آدم کے بیٹوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ کاریتھیج کا ہنیبال۔ مقدونیہ کا سکندر۔ روم کا سیزر۔ ایران کا دارا۔ یورپ کا نپولین ہر ایک کی زندگی کشش رکھتی ہے سقراط۔ افلاطون۔ ارسطو۔ دیوجانیس اور یونان کے دوسرے مشہور فلسفیوں سے لے کر سپنسر تک تمام حکماء اور فلاسفروں کی زندگیوں میں ایک خاص رنگ نمایاں ہے۔ نمرود و فرعون اور ابوجہل و ابولہب کی دوسری شخصیتیں ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قارون کی ایک الگ زندگی ہے۔ غرض دنیا کے اسٹیج پر ہزاروں قسم کی زندگیوں کے نمونے ہیں۔ جو بنی آدم کی عملی زندگی کے سامنے ہیں۔ لیکن بتاؤ! کہ ان مختلف اصنافِ انسانی میں سے کس کی زندگی نوعِ انساں کی سعادت، فلاح و ہدایت کی ضامن اور کفیل اور اس کے لئے قابلِ تقلید نمونہ ہے۔"[1]

تاریخ انسانی کی ٹوہ میں تحقیق کے لئے جو بھی معیار مقرر کر لیا جائے خواہ وہ زمانہ کی تعین کا ہو۔ قوموں اور نسلوں کے عروج و زوال کی داستان ہو یا تاریخ کے دھارے موڑنے والی تحریکوں کا حال ہو۔ یا کسی عظیم لیڈر شپ کی اہمیت و قابلیت کا ہو۔ بہر حال کسی زاویے سے بھی دیکھا جائے تو ہمارے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب ہیں۔ اس امر کا مولانا کوثر نیازی نے نہایت اچھوتے انداز میں جائزہ لیا ہے۔

"اگر انسان کی معیادِ زندگی کو معیار بنا لیا جائے تو چودہ سو سال کا عرصہ خاصا لمبا ہو گا۔ اس سے ذرا آگے قدم بڑھایا جائے اور قوموں کی زندگی کو معیار بنایا جائے تو یہ زیادہ سے زیادہ سو سوا سو نسلوں میں سمٹ جائے گا۔ اور اس کے بُعد کا احساس بہت کم ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس کو ایسی عصر ساز تحریکوں کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے۔ جو عالمِ انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے جاری ہوئیں۔ اور جن کے اثرات نے انسانی تاریخ کے دھارے اس طرح موڑے کہ انسان موجودہ دور تک ترقی کی منزلیں طے کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ تو یہ طویل عرصہ کل کی بات معلوم ہوتا ہے اور آدمی حیرت زدہ ہو کر یہ سوچنے لگتا ہے کہ ایک فردِ واحد کی آواز میں یہ اثر

---

[1] خطباتِ مدراس ص ۹-۱۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیسے اور کیونکر پیدا ہُوا کہ اس آواز نے نہایت قلیل عرصہ میں تاریخ کے متوقع راستوں کو بدل کر اس راستے پر ڈال دیا ہے کہ اس کی تاریخ کی کوکھ سے مشتری شکار دَور جنم لے سکے۔"[1]

تاریخ ہمیں کسی ایسے قابلِ تقلید کردار یا کسی مذہبی یا اصلاحی تحریک سے متعارف نہیں کراتی جس میں انسانی زندگی کے سارے پہلوؤں کی اصلاح و تربیت کا سامان موجود ہو۔ انسانیت کی فوز و فلاح کے لئے رسول اللہ کا کردار اس لئے بھی کفیل اور ضامن ہے۔ کہ آپؐ کی تعلیم صرف کُلیات تک محدود نہیں بلکہ اس میں زندگی کے ان جُزویات کے لئے بھی رہنما اُصول موجود ہیں۔ جن کو مخالفین تضحیک کا سامان خیال کرتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے مضحکہ خیز انداز میں مشرکین مکّہ سوال کرتے ہیں کہ سنا ہے۔ کہ تمہارے پیغمبرؐ ہر چیز کی تعلیم دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ قضائے حاجت کیونکر کرنی چاہیئے؟ حضرت سلمانؓ نہایت اعتماد کے ساتھ جواب دیتے ہیں کہ

"ہاں یہ بالکل سچ ہے۔ آپؐ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم ایسی حالت میں قبلہ رُخ نہ بیٹھیں۔ نہ اپنے داہنے ہاتھ سے طہارت کریں اور نہ تین ڈھیلوں سے کم استعمال کریں۔ جن میں کوئی ہڈی اور گوبر نہ ہو۔"[2]

اسلام کی تعلیمات کی ہمہ گیری کا اندازہ اس واقع سے ہو گیا ہو گا کہ زندگی کے نہایت ہی معمولی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ اس امر کی مزید وضاحت کرتے ہوتے اور اسلام کی ہمہ گیر تعلیمات کا ذکر کرتے ہوتے سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:۔

"عرب کے بدوؤں اور قریش کے رئیسوں دونوں کے لئے آپؐ کی بعثت تھی۔

---

[1] ماہنامہ نگار و نظر "سیرت نمبر" مارچ ۱۹۷۶ء صـ۲۱۔ [2] سیرت النبیؐ جلد چہارم صـ۴۰۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس لئے آپ کی تعلیمات میں پست کو بلند اور بلند کو بلند تر بنانے کی برابر ہدایات ہیں۔ آج یہی چیز ہے کہ افریقہ کے وحشیوں میں اسلام اپنی تعلیمات کے ساتھ تنہا جاتا ہے۔ اور ان کو متمدن اور مہذب بنانے کے لئے مذہب سے باہر کسی تعلیم کی اس کو ضرورت پیش نہیں آتی لیکن عیسوی مذہب کے چند اخلاقیات کو چھوڑ کر جن کا ماخذ انجیل ہے۔ عقائد پادریوں کی کونسلوں سے دعائیں اور عبادات کلیساؤں کے حکمرانوں سے تہذیب و تمدن کی تعلیمات یورپ کے بے دینوں اور ملحدوں سے حاصل کرنی پڑتی ہیں لیکن اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کچھ نہیں۔ عقائد ہوں کہ عبادات اور دعائیں۔ اخلاق ہوں کہ آدابِ تمدن۔ خانگی معاملات ہوں یا لین دین کے کاروبار۔ انسانوں کے ساتھ معاملہ ہو یا خدا کے ساتھ سب کا ماخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمہ گیر تعلیمات ہیں۔"[1]

---

[1] سیرت النبیؐ جلد چہارم ص ۴۰۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظامِ تعلیم کی اساس

انسانی تاریخ میں تعلیم کا مسئلہ نیا مسئلہ نہیں جونہی انسان نے اس کائنات میں قدم رکھا تعلیم و تدریس کے مسئلے نے بھی ساتھ جنم لیا۔ انسانی زندگی کے ارتقائی ادوار کے ساتھ ساتھ یہ پہلو بھی ارتقاء پذیر رہا حتیٰ کہ چھٹی صدی عیسوی میں اسلام کا سورج طلوع ہوا۔ جس سے تعلیم و تدریس کے عمل کا ایک انقلابی دور شروع ہُوا۔ اسلام میں تعلیم و تربیت کے عمل کو مخصوص اور ٹھوس بنیادوں پر استوار کیا گیا۔ تاکہ نہ صرف علوم و معارف کی اہمیت واضح ہو جائے بلکہ ان بنیادوں پر عمل کر کے مسلمان قوم کی ایک عظیم اور دیرپا تہذیب کی بنیاد رکھی جا سکے۔ اور اس سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کی فکر و نظر میں اسلامی شعائر مضبوط ہوں۔ اور ان کا اندازِ فکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انسانیت اور انسانی معاشرہ کے لئے تعمیری ہو۔

" اسلامی تہذیب و تمدن میں علوم و معارف کا درجہ بہت بلند ہے۔ قرآن مجید اور احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر مسلمان کو تعلیم کے لئے کوشاں رہنا چاہیئے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے جو نکتہ انسانی فکر کے سامنے آیا وہ یہ ہے کہ کون سا علم سب سے پہلے حاصل کرنا چاہیئے بڑے بڑے فقہاء اور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ فرض عین کے تحت علوم مثلاً دینی علوم اور شرعی علوم کا جاننا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ اپنی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نوعیت میں اکمل ہیں اور سچائی کے سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ ان علوم سے فارغ التحصیل طلباء کا تفکر بھی اسلامی ہوگا۔ اور معاشرہ کے استحکام کے لئے ان کی کوششیں ہمیشہ تعمیری ہوں گی۔ ان کے ذہن میں حلال و حرام کی تمیز ہوگی۔ اور روزمرہ زندگی میں ان ضوابط و قواعد کو اپنائیں گے جس کا حاصل قرآن ہے[1]۔"

اس لئے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کی اساس جن چیزوں پر رکھی گئی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر محمد اسلم لکھتے ہیں :۔

"عہدِ رسالت میں تعلیمات کی بنیاد "الکتاب" پر رکھی گئی۔ اس "الکتاب" نے جزیرۃ العرب میں بعد ازاں پورے عالم میں ایک فکری انقلاب کی نیو رکھ دی تھی۔ جس کے اثرات مشرق و مغرب میں ہر زمانے میں محسوس کئے گئے۔ عہدِ رسالت کا نظامِ تعلیم لازمی طور پر قرآن مجید و فرقان حمید ہی کے تابع تھا وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (بنی اسرائیل ۳۶) کا اعلان کر کے جہاں اوہام پرستی کی جڑ کاٹ کر علم کی پیروی کا حکم دیا گیا۔ وہاں ظن، تخمین اور لاطائل قیاسات پر مبنی علوم کو بھی باطل قرار دیدیا گیا۔ معلوم رہے کہ اس ضمن میں پالیسی یہ تھی کہ مسلمان صرف وحی اور قرآن کی طرف متوجہ رہیں۔ تاکہ نزولِ وحی مسلمانوں کی سوچ۔ فکر۔ کردار اور شخصیت کو خاص سانچے میں ڈھال دے۔ اس پالیسی پر مکہ کے تیرہ ۱۳ سالہ قیام کے دوران اور ہجرت مدینہ کے بعد ابتدائی چند سالوں تک عمل رہا[2]۔"

---

[1] تاریخ التعلیم ص ۱۱۔ [2] (اسلامی تعلیم ص ۲۷) شمارہ ستمبر اکتوبر ۱۹۷۲ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلام نے مسلمانوں میں دینی شعور پیدا کرنے کے لئے جن خاص دینی احکام کی تعلیم کی ضرورت محسوس کی ہے۔ اس کے پیشِ نظر قرآن اور وحی الٰہی کو بنیاد قرار دیا گیا ہے جیسا کہ اقتباساتِ بالا سے ظاہر ہے۔ اب دوسرا پہلو یہ رہ جاتا ہے کہ۔

"اس کارخانۂ حیات کو چلانے کے لئے دیگر بیشمار علوم ایسے ہیں جو فرضِ کفایہ کے تحت آتے ہیں۔ مثلاً مادی۔ حیاتیاتی اور نفسیاتی علوم ہیں۔ جن کے حصول کے لئے برابر تلقین کی گئی ہے۔ اگر ان مذکورہ بالا علوم میں باہمی ربط پیدا ہو جائے تو یہ اسلامی نظریۂ تعلیم کی مثال ہو گی اور اس کی بدولت اسلامی معاشرہ بھی تمدنی۔ سیاسی۔ اقتصادی اور معاشی ترقی کے اعتبار سے معراجِ کمال تک پہنچ جائے گا"[1]

اس سلسلے میں عہدِ نبویؐ کے نظامِ تعلیم کا جائزہ لیتے ہوتے پروفیسر محمد اسلم لکھتے ہیں:

"مگر دیگر علوم اور زبانیں سیکھنے کی بھی عام اجازت دے دی گئی۔ کیونکہ قرآن کا بپا کردہ فکری اور اخلاقی انقلاب ہجرت کے بعد بتدریج غالب آ رہا تھا۔ اسلامی آداب، تہذیب اور اقدار تیزی سے تکمیل کے مدارج طے کر رہی تھیں۔ اور اب احتمال نہ تھا کہ غیر قرآنی لٹریچر مسلمانوں کے دلوں میں کسی قسم کا شک و شبہ پیدا کر سکے گا۔ لہٰذا دربارِ رسالتؐ سے عبرانی اور دیگر علوم سیکھنے کا حکم صادر ہوا۔ تاہم قرآن میں بار بار اس قسم کی یقین دہانی کرائی جاتی رہی کہ مسلمانوں کا اصل مشن اور بڑا مقصد وہی ہے۔ جو قرآن نے متعین کر دیا ہے اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ (رحمٰن ۱،۲) اور لِیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ (توبہ ۱۲۲)

---

[1] اسلامی تعلیم ص ۲۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسولِ خدا نے قرآنی آیات سکھانے کو حق مہر قرار دیا۔ یعنی قرآن کی حیثیت بطور محورِ نظامِ تعلیم کسی طرح متاثر نہیں ہوئی۔[1]

مذکورہ بالا اقتباسات کی روشنی میں وحیٔ الٰہی اور قرآن مجید کو اسلامی نظامِ تعلیم کی اساس قرار دیا گیا ہے۔ تاہم دنیوی علوم و معارف کی افادیت کو بھی تسلیم کیا گیا ہے ان ہر دو علوم کی تحصیل کے لئے اسلام میں برابر تلقین کی گئی ہے۔ جس سے نہ صرف انسان میں مثبت اور تعمیری انداز فکر پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ مادی زندگی کو بطریق احسن گزارنے اور ان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے بھی بے پناہ مواقع موجود ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ بنیادی ماخذات کی روشنی میں ان اساس کی نشاندہی کی جائے جس پر اس ساری عمارت (اسلام) کا دارومدار ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جس کی ہمہ گیری زندگی کے ہر پہلو کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوتے ہے۔ اور اللہ کے نزدیک ساری انسانیت کے لئے واحد مستند دین یہی ہے صرف اس کو اپنا کر انسان فلاح دارین حاصل کر سکتا ہے۔

قرآن حکیم میں انسانی ہدایات کے جو راستے متعین کئے گئے ہیں۔ وہی دراصل دینی اور دنیاوی تعلیم کی اساس ہیں۔ ان اساسی تصورات کو قرآنِ حکیم۔ احادیثِ نبویؐ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں حسبِ ذیل سطور میں بیان کیا گیا ہے۔

توحید تاریخی پس منظر میں ہم نے اس بات کا بغور جائزہ لیا ہے کہ طلوع اسلام سے پہلے وحدتِ خداوندی کا عقیدہ ختم ہو چکا تھا۔ اور سابقہ پیغمبروں کی تعلیم کے خدوخال مٹ چکے تھے۔ چنانچہ خدا کی وحدانیت کو اسلام کے سارے نظام کی بنیاد قرار دیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ساری کائنات کا خالق۔ رازق اور مالک اور فرمانروا

---

[1] اسلامی تعلیم ص ۲۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ ہے۔ جس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارے انسان اس کے بندے اور غلام ہیں۔ سرداری اور فرمانروائی صرف اسی کے لئے مخصوص ہے۔

رسالت اسلام کا دوسرا عقیدہ رسالت ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے اپنے رسول بھیجے جو سب برحق ہیں اور اُن پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اور اس سلسلے کی آخری کڑی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن پہ قرآن نازل ہوا۔ اور جن پر نبوت کا سلسلہ ختم ہُوا۔ قرآن کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ تا ابد سارے انسانوں کے لئے ہدایتِ خُداوندی اور نجاتِ انسانی کا ذریعہ ہیں۔

آخرت اُخروی زندگی پر یقین کرنا اور اللہ تعالےٰ کے حضور میں پیش ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا یہ تیسرا بنیادی عقیدہ ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ انسان نے قیامت کے روز اپنے بُرے یا بھلے عمل کا بدلہ ضرور پانا ہے۔

خلافت اللہ تعالےٰ کی زمین جو اس کی بے پایاں مملکت کا ایک چھوٹا سا حصّہ ہے۔ اس میں انسان کی حیثیت اس کے نائب کی سی ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ یہ توقع کرتا ہے کہ اس کی مرضی کے مطابق زندگی گزارے۔ اور اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ صفات سے متصف ہو۔ احساسِ ذمہ داری کے ساتھ اجتماعی نظامِ عدل و انصاف قائم کر کے بُرائی مٹاتے اور بھلائی کو فروغ دے۔ اور جمہور کو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق چلائے۔

عالمگیر اخوت اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ سب انسان ایک ماں باپ یعنی آدمؑ اور حوّاؑ کی اولاد ہیں۔ اس لئے سب برابر اور آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جن میں رنگ و نسل کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر بجز تقویٰ کے کوئی فضیلت نہیں۔ سب مخلوق اللہ کی عیال ہے۔ اور اس کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم رکھنا اللہ کے نزدیک جُرم ہے۔

آزادی اسلام کی رُو سے آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے۔ چھوٹے بڑے، امیر غریب۔ مالک۔ نوکر سب اللہ کے بندے اور اس کے تابع فرماں ہیں۔ مسلک۔ ضمیر اور راستے کے معاملے میں کوئی چیز نہیں۔ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ دوسروں کی آزادی سلب کرے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر اللہ کی مرضی یہی ہے کہ اس کی مخلوق نیکی کی راہ پر گامزن ہو اور بُرے کاموں سے اجتناب کرے۔ اس لئے ہر انسان نیکی کے کاموں میں تعاون اور بُرے کاموں سے حتی الامکان روکے۔ زندگی بسر کرنے کے سیدھے، سچے طریقوں کی ترویج و فروغ کا اہتمام کیا جائے۔ اور ہر انسان دوسروں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔

یہ وُہ اساسی تصوّرات ہیں جن سے ہم بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ اسلامی نظامِ تعلیم کے مقاصد کیا ہیں؛ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس تعلیمی انقلاب کی بنیاد رکھی۔ اس میں خداوند قدوس کی توحید۔ رسالت۔ عالمگیر اخوّت۔ آزادی فکر و نظر اور انسانی معاشرہ میں پُرامن بقائے باہمی کے لئے نیکی کی ترویج و اشاعت اور بُرائی سے اجتناب شامل ہیں۔ ان تصوّرات کی بنیاد پر اسلام ایک ایسا معاشرہ چاہتا ہے جس میں ہر انسان کے بنیادی حقوق کا تحفظ ہو۔ اور ہر انسان اپنی صلاحیتوں، میلانات اور رجحانات کے مطابق ترقی کر کے معاشرہ میں اپنا مقام حاصل کرے۔ اس کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ساتھ اپنے آقا اور بندے کا جو تعلق ہے۔ اس کے پیشِ نظر اپنی آخرت کو بھی سنوار سکے۔ ان جملہ مقاصد کی تکمیل کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس تعلیمی نظام کی بنیاد رکھی اس کو ایک انقلاب کی حیثیت حاصل تھی۔ جن کا تفصیلی ذکر اگلی سطور میں ہوگا ؛

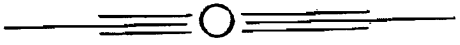

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعلیمی انقلاب

گزشتہ صفحات میں بعثت نبویؐ سے قبل یا تقریباً اس عہد کی دنیا کے حالات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت انسانیت نہایت مخدوش حالات سے دوچار تھی۔ ان حالات کے پیشِ نظر جس ہمہ گیر انقلاب کی ضرورت تھی وہ انقلاب برپا ہو چکا تھا۔ جس کا ذکر بھی "اسلام ایک ہمہ گیر انقلاب" کے ذیلی عنوان کے تحت گزر چکا ہے۔ انہی صفحات میں ہم نے اخلاقی، مذہبی اور روحانی طور پر پس ماندہ انسانیت کا جو نقشہ پیش کیا ہے اس سے قطع نظر اس عہد کی تعلیمی حالت بھی ضمناً بیان کی ہے۔ مذکورہ دگرگوں حالت کے پیش نظر اس عہد میں علم کی اہمیت و افادیت اور اس کی فضیلت و اہتمام کے اُجاگر نہ ہونے کی وجہ کوئی سربستہ راز نہیں۔ جب اخلاقی اور روحانی انحطاط کا دَور دورہ ہو تو علم و فن تو ایک نہایت ہی کم تر توجہ طلب پہلو رہ جاتا ہے۔ تعلیم ہی کو اگر انسانیت کی فلاح و بہبود اور اصلاح کا ذریعہ سمجھا جاتے تو اس کے لئے بھی اس عہد میں ایک انقلاب کی ضرورت تھی۔ اور ہاں اس انقلاب کی ضرورت کو بھی صرف اور صرف اسلام نے محسوس کیا۔ اور داعیٔ اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیمی انقلاب کی بھی اس ہمہ گیر انقلاب کے ساتھ بنیاد رکھی جو آگے چل کر انسانیت کی فلاح کا ضامن ہونے والا تھا۔

"رسول آخر الزماں، ہادیٔ برحق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ایک ایسے زمانے میں ہوا جب انسان عہد عتیق کا تھکا دینے والا سفر طے کرتے کرتے عہد جدید کے ساحل پر آپہنچا تھا۔ اور وقت انگڑائی لیکر بیدار ہو رہا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بین الاقوامی دَور کا آغاز ہونے والا تھا۔ ذہنِ انسانی دنیا کی تسخیر کے لئے پر تول رہا تھا۔ تہذیبِ انسانی کا کارواں نقطۂ اتصال پر پہنچ گیا تھا۔ جہاں دو زمانوں کی سرحدیں اب جدا ہو رہی تھیں۔ مختصر یہ کہ آپؐ کی نبوّت عہدِ جدید کے آغاز اور عہدِ قدیم کے اختتام کا اعلان تھا۔ ظہورِ قدسی نے نئے دَور کا پیغام دیا تھا۔ آپؐ کے پیغام کی ابدیت اور ہمہ گیریت کے پیشِ نظر اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ۔ لفظ "پڑھنے" سے کیا گیا۔ کیونکہ عہدِ جدید میں تعلیم و تربیت کو جو اہمیت حاصل ہونے والی تھی اس کے پیشِ نظر ضروری تھا کہ ختم المرسلین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وحی اور رسالت کا آغاز اِقْرَأْ سے کیا جاتے اس پیغامِ خداوندی میں غالباً یہ راز بھی پوشیدہ تھا کہ اسلام کی کامیابی، فتح مندی، اور فروغ کا انحصار لکھنے پڑھنے۔ تعلیم و تدریس۔ تحقیق و جستجو۔ انکشافات اور اکتشافات میں مضمر ہے۔"[1]

انسانیت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ علم کی فضیلت و فوقیت اور اس کی عمومیت کی ایسی داغ بیل ڈالی کہ علم اور تحصیل علم پر نہ صرف پادریوں۔ برہمنوں اور شہزادوں کی اجارہ داری ختم ہوتی۔ بلکہ ہر چھوٹے و بڑے۔ امیر و غریب۔ عام و خاص۔ آزاد، اور غلام۔ عورت یا مرد کی ضرورت اور بنیادی حق بن کر سامنے آیا۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے علم پر عام مذہبی پیشواؤں کی اجارہ داری تھی۔ جیسے ہندوستان میں پنڈتوں کی اور یورپ میں

---

[1] الجامعہ ماہنامہ۔ جون ۱۹۷۳ء ص ۴۳ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پادریوں کی یا صرف بعض امراء پڑھنا لکھنا سیکھتے تھے۔ رسول اللہؐ نے علم کو ہر انسان کے لئے عام کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اور اس اہم کام کو خود بھی کرکے دکھایا[1]۔ اس سے قبل تاریخ انسانی کوئی ایسی مثال نہیں پیش کرسکتی جس سے علم اور حصولِ علم کو ایسا مقام عطا ہُوا ہو۔

جب کسی انقلاب کی بات ہوتی ہے تو ذہن میں کسی یکایک تبدیلی کا تصور ابھرتا ہے۔ اِسی طرح اسلامی تعلیمی انقلاب کو اگر موجودہ عہد کے حوالے سے دیکھا جائے تو معاً یہ خیال آتا ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً کسی یونیورسٹی کی بنیاد رکھی ہوگی۔ کوئی تعلیمی کمیشن قائم کردیا ہوگا۔ اور ایک علیٰحدہ تعلیمی انتظامیہ وجود میں آگئی ہوگی۔ امتحانات کے لئے بورڈ بنادیئے گئے ہوں گے۔ ایسا ہرگز نہیں تھا۔ اور نہ اس وقت کا یہ تقاضا تھا۔ بلکہ رسول اللہ نے جس تعلیمی انقلاب کی بنیاد رکھی وہ بتدریج ارتقاء پذیر تھا۔ بیس۲۰ تیئس۲۳ سال کی قلیل مدت میں ان تمام باتوں کی اساس رکھ دینا کیا کچھ کم تھا۔ جس کے دُور رس نتائج دنیا نے اُموی اور عباسی عہد میں دیکھ لئے جن میں علم و حکمت۔ تحقیق و تدقیق فکر و فلسفہ اور دیگر علوم کے ایسے سوتے پھوٹے جن سے ساری دنیا نے رہنمائی حاصل کی۔ اور آج کا ترقی یافتہ دَور اسی کا مرہونِ منت ہے۔ تاہم ہجرتِ مدینہ اور خصوصاً جنگِ بدر کے بعد اس امر کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی توجہ فرمائی جس سے صحابہؓ میں حصولِ علم کا شوق بڑھ گیا۔ جس کی تفصیل اقتباسِ ذیل سے واضح ہوتی ہے۔

"مدینہ میں جلوہ افروز ہونے کے بعد تحریک اسلامی ایک نئے موڑ میں

---

[1] فکر و نظر مارچ ۱۹۷۶ء دسیرت نمبر، ص۳۵

www.KitaboSunnat.com

داخل ہوئی۔ مکہ میں اسلام مغلوب تھا۔ چند بے سہارا۔ کمزور۔ مفلوک الحال اور منتشر افراد کا گروہ جو کفار کے مظالم سے خوف زدہ۔ پریشان اور غریب الدیار تھا۔ مدینہ پہنچ کر رسولؐ خدا نے اقتدار اپنے ہاتھ میں لے کر اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی۔ مسلمانوں کو ایک وحدت اور ایک مرکز کے تابع کر کے منظم اور متحد کر دیا۔ دُنیا کا عظیم ترین انسان اور مدبّر اس راز سے یقیناً بے خبر نہ تھا کہ کوئی بھی انقلاب تعلیمی اور ذہنی تغیّر بپا کئے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کوئی قوم علمی میدان میں فتحمندیاں حاصل کئے بغیر پائیداری اور استحکام حاصل نہیں کر سکتی۔ اور کوئی بھی حکومت ایک فعال اور جاندار نظامِ تعلیم استوار کئے بغیر عظمت و رفعت کی منزل کو نہیں پہنچ سکتی۔ اس واسطے رسالت مآبؐ نے تعلیمی انقلاب بپا کرنے کا منصوبہ غالباً بہت پہلے بنا لیا تھا۔ مدینہ میں داخل ہونے کے بعد فوراً اس پر عمل شروع کر دیا گیا۔[1]

تھوڑے ہی عرصہ میں مدینہ منوّرہ ایک تعلیمی مرکز بن گیا۔ جس کے نتیجہ میں صحابہ کرامؓ کی ایک ایسی کھیپ تیار ہوئی۔ جس نے اس تعلیمی پروگرام کو آگے بڑھایا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی پیدا ہو گئی جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور واقعات سے نہ صرف خود بہرہ ور ہوئی بلکہ دوسروں کو بھی مستفید کیا۔

"صحابہ کرامؓ کی تعداد حیاتِ نبویؐ کے آخیر سال حجۃ الوداع میں تقریباً ایک لاکھ تھی۔ ان میں گیارہ ہزار آدمی ایسے ہیں جن کے نام و نشان آج

---

[1] اسلامی تعلیم۔ ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تک تحریری صورت میں تاریخ کے اوراق میں موجود ہیں۔ جو خاص انھیں کے حالات میں لکھے گئے ہیں۔ یہ اس لئے لکھے گئے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن میں سے ہر ایک نے کم و بیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال اور واقعات میں سے کچھ نہ کچھ حصہ دوسروں تک پہنچایا ہے۔ یعنی جنہوں نے روایت کی خدمت انجام دی ہے۔ اور یہی سبب ان کی تاریخی زندگی کا ہے۔[1]"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ پر مسلم اور غیر مسلم سیر نگاروں نے تقریباً آپؐ کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ لیکن یہ امر غور طلب ہے کہ بطور ماہر تعلیم اور مفکر تعلیم آپ کو جو مقام حاصل ہے۔ اس کو اجاگر نہیں کیا گیا۔ مغربی دنیا نے تعصب کی بناء پر آپؐ کو ماہر تعلیم نہیں سمجھا۔ اور تعلیم و تعلّم کے حوالے سے ترتیب و تحریر میں نہیں لاتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے شروع ہی سے اس بات کو ناقابل یقین سمجھا تھا۔ کہ ایک اُمّی انسان کا بطور تعلیمی راہنما اعتراف کیا جائے۔ قرآن ہی ان کا صرف معجزہ تھا۔ کہ جو ایک اُمّی انسان پر عربی زبان کی پہلی کتاب کی صورت میں نازل ہوا اور ناخواندہ ماہر تعلیم ہی اس معجزہ کا حامل ہو سکتا تھا۔ ایک مغربی مفکر کی نظر میں صرف بہت ہی تنگ نظر تعلیم کا نظریہ آپؐ کو دنیا کے عظیم ماہرین تعلیم میں جگہ پانے کے جواز کا انکار کرے گا۔ ترقی پسند نقطۂ نظر سے وہ جس نے انسان کا وقار بلند کیا ہے۔ وہ ماہرین تعلیم کے سرخیل ہیں۔ تاہم کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے حقیقت حال کا اعتراف کیا ہے۔ حضور اکرمؐ کی اس تعلیمی تحریک کے جو دُور رس نتائج بعد کی صدیوں میں ظاہر ہوتے

---

[1] خطباتِ مدراس صـ۴۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جن میں مسلمانوں کا علمی ذوق وارفتگی کی صورت اختیار کر گیا تھا جس کا حسبِ ذیل اقتباس ہے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایات وتعلیمات کی بدولت مسلمانوں میں ایک وسیع عملی تحریک پیدا ہو گئی جس کا تفصیل سے ذکر مسلم مؤرخین نے کیا ہے۔ اور غیر مسلم محققین اس کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ انگلستان کے ایک مؤرخ 'رابرٹ بریفالٹ' لکھتے ہیں کہ اس امر کی نہ کوئی مثال پہلے موجود تھی اور نہ اب تک ہے کہ کسی وسیع سلطنت کے طول بلد اور عرض بلد میں حکمران طبقے اتنے بڑے پیمانے پر حصولِ علم کی مجنونانہ خواہش سے سرشار ہو گئے ہوں۔ خلفاء۔ امراء اپنے محلوں سے اٹھ کر کتب خانوں اور رصد گاہوں میں جا گھسے ہوں۔ اہل علم کے خطبات کو سنتے اور ان سے مسائل ریاضی کے متعلق مذاکرات کرنے میں ہرگز کوتاہی نہیں کرتے۔ مسودات اور مخطوطات اور نباتاتی نمونوں سے لدے ہوتے کارواں بخارا سے دجلہ تک رواں دواں رہتے۔ کتابوں اور معلموں کے حصول کی خاطر قسطنطنیہ اور ہندوستان کو خاص سفیر بھیجے جاتے تھے کسی سلطنت سے تاوانِ جنگ وصول کرنے کے سلسلے میں یونانی مصنفین یا کسی ممتاز ریاضی دان کی تصنیف حاصل کرنے کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔ ہر مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ ملحق ہوتا تھا۔ وزراتے سلطنت کتب خانوں کے قیام مدارس کے لئے اوقاف کے انتظام اور غریب طلباء کے لئے وظائف کے اہتمام میں رہتے۔ آقاؤں سے بھی بڑھ جانا چاہتے تھے۔ اہل علم کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بلا امتیازِ نسل و مذہب دوسرے سب لوگوں پر فوقیت دی جاتی تھی۔ وہ صوبوں کے گورنر تک مقرر کر دیئے جاتے تھے۔ جب خلفاء کسی سفر یا مہم پر روانہ ہوتے تو اہلِ علم کا ایک گروہ اور کتابوں سے لدے ہوئے اونٹوں کی ایک قطار ہمراہ ہوتی تھی[1]

یہ اس انقلاب کا اثر تھا۔ کہ مسلمانوں نے نہ صرف مروّجہ علوم کی تحصیل میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ بلکہ کئی نئے علوم بھی دریافت کئے۔ قرونِ اوّل میں عباسی اور اُندلس کے اموی عہد کے مسلمان حکماء، فلاسفہ اور فقہاء نے علوم کے مختلف شعبوں میں گراں قدر اضافے کئے۔ جس سے دوسری اقوامِ عالم اور خصوصاً اہلِ یورپ نے بہت فائدہ اٹھایا۔ مسلمانوں کی ان علمی خدمات کا اثر پندرھویں اور سولہویں صدی عیسوی (احیاء العلوم کا عہد) تک محسوس کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] نگر و نظر سیرت نمبر مارچ ۱۹۷۶ء، ص ۱۰۸-۱۰۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علم کی فضیلت و اہمیّت

علم کے لغوی معنی جاننے کے ہیں۔ مگر ہر فن کے جاننے کی نوعیّت اور معلومات کی حیثیّت مختلف ہوتی ہے۔ وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ ہر فن کی اہمیّت بڑھتی اور گھٹتی رہتی ہے۔ موجودہ دَور میں سائنس نے انسانیّت کی بڑی خدمت کی ہے۔ اس لئے سائنسی علوم کی اہمیّت مسلّم ہے۔ لیکن انبیاءؑ کے تعلق سے جب اس (علم) کا استعمال ہوگا تو اس سے طبعاً، خدا کی توحید، اس کی ذات (صفات) دین و شریعت کے احکام اور اخلاقی تعلیمات مراد ہوگی۔ اسی طرح تعلیم جو حصولِ علم کا وسیلہ و ذریعہ ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے اس کی تعریف یوں متعیّن کی گئی ہے۔ کہ قرآن و حدیث میں کہیں تو تعلیم سے مراد۔ اسلام اور قبولِ اسلام۔ کہیں اس کا مطلب علم القرآن اور حقیقت امری ہے۔ بعض جگہ حکومت، اقتدار اور علوم الدنیا مراد ہے۔ مثلاً وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا (ترجمہ۔ بے شک ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم دیا)۔ (نمل۔ ۱۵)

مروّجہ علوم جن کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہدِ مبارک میں ضرورت محسوس کی اور مسلمانوں کو ان کے سیکھنے کی ترغیب دی، تعلیم کے زُمرے میں شامل ہیں۔ لہٰذا اسلامی نظامِ تعلیم سے مراد تعلیم کے حصُول کا طریقہ کار یعنی وہ پورا تعلیمی ڈھانچہ جو عہدِ نبویؐ میں ایک منفرد نظامِ تعلیم کی صورت میں تشکیل پذیر ہوا۔ عہدِ نبویؐ میں جس نظامِ تعلیم کی تشکیل ہوئی۔ اس کا مبداء و معاد قرآن مجید اور آپؐ کا اسوۂ حسنہ ہے۔ جو اس کے تعلیمی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انقلاب کی آوّلین اساس میں سے ہے۔ اور آج بھی اس نظام تعلیم کا محور یہی ہے۔ قرآن حکیم جو الہامی اور تحریف سے مُبرّا، سماوی کتاب ہے۔ اور مسلمانوں کے نظامِ تعلیم میں ایک نصاب کی صورت میں شامل ہے۔ انسانی زندگی کے ہر پہلو کی راہنمائی اس سے حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا قرآن حکیم تعلیم و تعلّم کے بارے میں بھی واضح راہنمائی کرتا ہے۔ قرآنی شواہد کے طور پر ان آیاتِ مبارکہ کا ذکر کرنا بے محل نہ ہوگا۔ جن کا تعلّق علم، فضیلتِ علم اور ترغیبِ حصول علم سے ہے

(۱) سارے علوم کا سرچشمہ ذاتِ باری تعالیٰ ہے کائنات کا علم جو اس کے علم کا قلیل حصّہ ہے۔ لیکن خداوند تعالیٰ نے انسان کو کائنات کا علم دیا ہے۔ جس سے وہ ناواقف تھا تاکہ وہ اپنی دنیاوی زندگی میں اپنے لئے خیر و شر کی تمیز کر سکے۔ علم کا ایک پہلو لکھنا بھی ہے۔ کہ لکھنے کے بغیر علم کا حاصل کرنا ناممکن ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔ اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ (علق ۴-۵)

(اور اس نے انسان کو قلم کے ساتھ دیا (لکھنا سکھایا) اور ان چیزوں کا علم دیا جن سے وہ ناواقف تھا)

(۲) دوسری مخلوق پر انسان کو جو فضیلت ہے وہ اس شعور اور عقل کی وجہ سے، اور اس علم کی وجہ سے ہے جو خداوند کریم نے اس کو عطا کیا ہے۔ اپنے اس عظیم احسان کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ۝ (بقرہ - ۳۱)

(اور خدا نے آدمؑ کو تمام اشیاء کا علم دیا)

(۳) ترغیب حصولِ علم کا یہ انداز ملاحظہ ہو۔ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (نحل ۴۳) ترجمہ۔ تم علم والوں سے پوچھو اگر تم علم نہیں رکھتے۔

(۴) جہالت ظلمت اور علم روشنی ہے۔ جو کسی حالت میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ خالق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کائنات کا یہ استفہامیہ انداز اہل علم کی فضیلت کو اجاگر کرنے کے لئے کتنا معنی خیز ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ط (زمر ۹)

ترجمہ۔ (ان سے) کہو کیا علم رکھنے والے اور بے علم دونوں ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔

(۵) تقویٰ اور پرہیزگاری کی اولین شرائط میں خوف خدا اور خشیتِ الٰہی ہے۔ خدا کے نزدیک متقی انسان کا درجہ بہت بلند ہے۔ لیکن تقویٰ بغیر خشیتِ الٰہی کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ صرف اہل علم ہی خدا سے ڈرتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ط (فاطر ۲۸) ترجمہ۔ خدا سے وہی لوگ ڈرتے ہیں۔ جن کو علم بخشا گیا ہے۔

(۶) خداوند قدوس نے اپنے کلام میں انسانوں کے ذہن میں یقین اور پختگی پیدا کرنے کے لئے کئی مقامات پر قسمیں کھائی ہیں۔ اپنی الٰہیت کے مقام کو شہادت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ صرف اپنی شہادت پر اکتفا نہیں فرمایا۔ بلکہ فرشتوں کی گواہی کے ساتھ اہل علم کی شہادت کا بھی ذکر کیا ہے۔ فرشتوں کے ساتھ اہل علم کی شہادت کا ذکر گویا علم اور اہل علم کی فضیلت کا بیّن ثبوت ہے۔

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ (آل عمران ۱۸) ترجمہ اللہ تعالیٰ شہادت دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ فرشتے بھی اس پر گواہ ہیں۔ اور اہل علم کا بھی یہی کہنا ہے۔ اسی طرح دوسری جگہ اہل علم کی شہادت کو اور مستند فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿ (رعد ۴۳) ترجمہ: کہہ دیجئے میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ بہترین گواہ ہے۔ اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۷) قرآن حکیم اور صاحبِ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

وَ لَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ (اعراف۔ ۵۲) ترجمہ: اور ہم نے ان کو کتاب دی ہے۔ اور علم کی بنا پر اس کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ اہلِ علم جو قرآن کے اصل مخاطب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اپنے کلام کی فصاحت کا یوں ذکر فرماتا ہے:۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ (اعراف ۳۲) ہم یوں ہی کھول کھول کر بیان کرتے ہیں علم والوں کے لئے۔

(۸) رفعتِ درجات کے لئے ایمان لانے کی شرط کے بعد دوسرا درجہ علم کا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (مجادلہ ۱۱)

ترجمہ: تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جو علم سے بہرہ مند ہوئے۔ اللہ تعالیٰ رتبے بلند کرتا ہے

اسی طرح قرآن حکیم میں علم کے ساتھ حکمت کا ذکر بھی آتا ہے۔ حکمت کا لفظ اپنی معنوی خصوصیت کے ساتھ خاص معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ علماء اور مفکرینِ اسلام نے حکمت کو ایک خاص نعمت قرار دیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو عطا فرماتا ہے۔ جو علم سے بالاتر درجہ ہے۔ اور یہ ایک ایسی نعمت ہے جو علم اور عقل کے امتزاج سے حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰۤى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ (بنی اسرائیل ۳۹)

ترجمہ: یہ ہیں حکمت کی وہ باتیں جو خدا نے تم پر وحی کی ہیں۔ ذیل کے اقتباس میں سید سلیمان ندوی نے حکمت کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے۔

"قرآن حکیم میں حکمت کے بار بار کے ذکر کی تفصیل سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکمت کے مظاہر اور نتائج کس قسم کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ عموماً وہی باتیں ہوتی ہیں جن کی عالمگیر صداقت اور سچائی کو خود فطرتِ انسانی اور حسنِ اخلاق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تسلیم کرتی ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صفت یہ بیان ہوئی ہے۔ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ۔ (البقرہ۔ ۱۲۹)

ترجمہ: وہ مسلمانوں کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب کے بعد کس حکمت کی تعلیم دیتے تھے۔ ظاہر ہے کہ خود اپنی حکمت کی۔ تو جس حکمت کی وہ تعلیم دیتے تھے۔ وہ خود ان کے اندر بھی تھی۔ کہ جو ان کے پاس نہ تھی دوسروں کو کیا بخش سکتے تھے، اور جب یہ قوت آپ کے پاس تھی تو اس کے آثار و نتائج بھی اقوال و افعال کی صورت میں نمایاں ہوں گے جن کی آپ تعلیم فرماتے تھے۔ اور اپنے ان امورِ حکمت کی تعلیم سے یہی مقصود ہو سکتا تھا۔ کہ مسلمان اُن پر عمل کریں[1]۔

گویا حکمت ایک ایسی علمی بصیرت کا نام ہے۔ جس سے خداوند تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو نوازا۔ اور خصوصاً محمد رسول اللہ کو معلم حکمت بھی قرار دیا۔ غالباً یہی وجہ ہے۔ کہ حضور اکرمؐ سے منقول ہے کہ اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا[2] (ترمذی، ابن ماجہ) حکمت اور دانائی کی بات ایسا مذار شخص کی گمشدہ چیز ہے۔ پس جہاں اسے وہ پائے اس کا وہی زیادہ حقدار ہے)

علم کی فضیلت اور اہمیت سے متعلق قرآنی نقطہ نظر کے بعد ان احادیث اور اقوال کی نشاندہی کرنا بھی مناسب ہوگا۔ جس میں حضور اکرم صلعم نے تعلیم و تعلّم کی فضیلت کو اُجاگر فرمایا۔

(۱) اسلام میں ہر اس علم جس کی تشریح اس باب کے شروع میں کی گئی ہے۔ یعنی

---

[1] سیرۃ النبیؐ جلد چہارم ص ۱۰۶ [2] انتخاب صحاح ستہ ص ۱۵۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سر وہ علم جو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا کے مطابق اور انسانی فوز و فلاح کا ضامن ہو اس کے حاصل کرنے کو فرض کی حد تک تاکید فرمائی گئی ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ (ابن ماجہ)[1] ترجمہ: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

(۲) تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ (بیہقی)[2] علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔

اس میں بھی اسی امر کی تاکید موجود ہے۔

(۳) علم کے حصول کی راہ اور جنت کی راہ گویا ایک ہی قسم کے راستے ہیں۔ اور یہ ایک دوسرے سے کس قدر مترادف ہیں۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔

مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ (مسلم)[3]

جو شخص ایسی راہ اختیار کرے جس میں اسے علم حاصل ہو۔ تو اس کی بدولت اللہ اسکے لئے جنت کی راہ آسان کر دیگا

(۴) اسلام میں جہاد ان شعائر میں سے ہے جس میں پیش آمدہ تکالیف اور دشواریوں کے پیش نظر بہت ہی بڑے اجر کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ علم کا حصول بھی جدوجہد کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے اس کو جہاد کے ہم پلہ قرار دے کر اس کی فضیلت کو آشکارا کرنے کے لئے اس سے بہتر تشبیہ اور کون سی ہو سکتی ہے؟

مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ (ترمذی)[4] جو علم حاصل کرنے کے لئے گھر سے نکلے۔ وہ اللہ کی راہ (جہاد) میں ہے۔ جب تک واپس نہ آئے۔

(۵) طالب علم کی قدردانی صرف ارضی مخلوق نہیں۔ بلکہ اس کی قدر کا اندازہ اس قول سے ہوتا ہے کہ۔

---

[1] بحوالہ فی تعلیم و تربیت ص ۸۲ [2] ایضاً ص ۸۲ [3] ایضاً ص ۸۳ [4] ایضاً ص ۸۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَھَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ[1] طالب علم کی خوشی کے لئے فرشتے اس کے روبرو اپنے پَر بچھاتے ہیں (ابوداؤد)

(۶) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار نہیں۔ لیکن علم کی دولت اور دین کی سمجھ کا عطا ہونا رضائے الٰہی کی خاص نشانیوں میں سے ہے۔ جس کی تصدیق اس قول سے ہوتی ہے۔

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ (الشمائل ترمذی[2]) جس شخص کے واسطے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔

(۷) علم خیر ایک لازوال دولت ہے۔ جس کی حدود کا سلسلہ موت تک قائم رہتا ہے۔ اور اگر اسی حالت میں موت واقع ہو جائے تو جنت تک پہنچنے کی منزل میں کوئی رکاوٹ موجود نہیں۔ حدیث نبویؐ میں اس کی تصدیق یوں ہوتی ہے۔

لَنْ یَّشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَیْرٍ یَّسْمَعُہٗ حَتّٰی یَکُوْنَ مُنْتَھَاہُ الْجَنَّۃَ ۝ (ترمذی[3])

ایماندار آدمی نیک باتیں سیکھنے سے سیر نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ اس کا انجام (فوت ہونے کے بعد) جنت (میں) ہوتا ہے

(۸) والدین کا اپنے بچوں کے لئے بہترین عطیے کا حسن انتخاب ملاحظہ ہو۔

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِّنْ نُحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ ۝ (ترمذی[4])

باپ کا کوئی عطیہ بیٹے کے لئے اس سے بڑھ کر نہیں۔ کہ اس کی تعلیم و تربیت اچھی کرے۔

حضور اکرمؐ نے جس تعلیمی نظام کی بنیاد رکھی تھی۔ اس کے مضمرات کے پیش نظر آپؐ کو معلوم تھا۔ کہ ایک وقت ایسا آئے گا۔ کہ شہوار علم کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو گی۔ اس لئے آپؐ نے تاکیداً فرمایا۔

---

[1] بحوالہ فن تعلیم و تربیت صـ۸۳ [2] بحوالہ انتخاب صحاح ستہ صـ۱۵۷ [3] ایضاً صـ۱۵۴ و فیوض الباری کی شرح صحیح بخاری صـ۲۴۹ [4] بحوالہ انتخاب صحاح ستہ صـ۴۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ رِجَالاً یَاْتُوْنَکُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ یَتَفَقَّھُوْنَ فِی الدِّیْنِ فَاِذَا اَتَوْکُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِھِمْ

(ترمذی)[1] اطرافِ زمین سے لوگ تمہارے پاس علم دین سمجھنے آئیں گے۔ تم ان کو بھلائی کی تلقین کرنا۔

علم کی فضیلت اس دلچسپ واقعہ سے بھی آشکارا ہوتی ہے۔ جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے بیان کیا ہے۔ کہ

"ایک دن جب رسول کریم صلعم مسجد نبوی میں داخل ہوتے تو دیکھا کہ وہاں دو قسم کے لوگ موجود ہیں۔ کچھ لوگ تو نفل اور خدا کی عبادت میں مشغول تھے اور کچھ لوگ فقہ کی تعلیم و تعلّم میں منہمک تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا دونوں ہی لوگ اچھا کام کر رہے ہیں۔ البتہ ایک کا کام اچھا ہے۔ جو لوگ خدا سے مانگ رہے ہیں ان کے متعلق خدا کی مرضی ہے کہ چاہے تو دے چاہے تو نہ دے۔ البتہ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو علم حاصل کر رہے ہیں۔ اور جہالت کو دور کر رہے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ خود میں بھی معلّم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ یہ کہتے ہوئے آپؐ نے اس حلقے میں جگہ بنائی جہاں درس ہو رہا تھا۔"[2]

الغرض ایسے کئی اقوال و افعال جو علم کی ترغیب اس کی اہمیت اور فضیلت کے بارے حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں (جن کو بخوفِ طوالت پیش نہیں کیا جا رہا) جن میں علم حاصل کرنے کی تاکید۔ عالم اور متعلم کے فضائل۔ اجرِ آخرت کی بشارت، زاہدوں اور عابدوں پر فضیلت وغیرہ کی اخبار موجود ہیں۔ جن کی روشنی میں ہم بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ قرآنی آیات اور اقوالِ رسولؐ میں جن انداز سے علم کی فضیلت اور اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ کسی اور مذہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہی وہ برکات تھیں جن کے پیشِ نظر چند صدیوں میں (خصوصاً

---

[1] بحوالہ فی تعلیم و تربیت ص ۸۶ [2] ترجمان اہلِ سنت کراچی شمارہ مارچ ۱۹۷۷ء ص ۳۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عباسی اور اندلس کے اموی عہد میں) دنیائے علم کی امامت مسلمانوں کے ہاتھ میں آگئی۔ اور مسلمان علماء، مفکرین۔ فقہا اور فلاسفہ نے اپنے اپنے میدانِ علم میں ایسے گراں قدر اضافے کئے جن سے ساری دنیا نے فائدہ اٹھایا ٭

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقاصد تعلیم

اسلام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات کا اصل مخاطب نہ امریکہ کا طالب علم ہے اور نہ فرانس کے کسی ابتدائی مدرسہ کا اسٹوڈنٹ اور نہ کسی ملک یا قوم کے کسی مخصوص تعلیمی ادارے کا طفلِ مکتب ہے۔ بلکہ آپ کی تعلیمات کا مخاطب ہر دور کا انسان ہے۔ جو جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے۔ اخلاقی اور معاشرتی پستیوں کے گہرے کھڈوں میں روشنی کی امید کا طالب ہے۔ لہٰذا بلا تخصیص۔ زماں و مکاں اور جنس و عمر اسلامی تعلیمات کا مقصد یہ ہے کہ ہر دور کا انسان اپنے خالقِ حقیقی کو پہچانے۔ اس کی نعمتوں پر شکر گزار ہو۔ اور صالح انسان بن کر ایک مہذب معاشرہ کی تشکیل کرے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (سبا۔ ۲۸) ترجمہ: اور ہم نے تم کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ اسلامی تعلیمات کا اصل موضوع ساری انسانیت کی اصلاح ہے۔ تاہم قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کے مقاصد کی مزید وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل مقاصد کا تعین کیا گیا ہے۔

(۱) معرفت اور رضائے الٰہی کا حصول

خالق کائنات جس نے اس ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ انسان کو رنگینیٔ کائنات کا اہم جزو بنایا۔ اور تمام ارضی مخلوقات پر اس کو شرف بخشا۔ اشرف المخلوقات کی صفت سے متصف ہونے کا سبب یہ ہے کہ انسان کو عقل وشعور کی دولت ودیعت فرمائی گئی۔ عقل وشعور کی بدولت انسان اپنے بھلے اور برے کی تمیز کر سکتا ہے۔ اس خداداد دولت کا ایک تقاضا یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھی ہے کہ انسان اپنے خالق حقیقی کو پہنچانے سے اس کا عرفان اور رضا حاصل کرے۔ تاکہ وہ دونوں جہانوں میں حسنات سے بہرہ ور ہو۔ خالق کو چونکہ اپنی مخلوقات سے مامتا سے ستر گنا زیادہ محبت ہے۔ اس لئے اس نے ہدایتِ انسانی کے لئے ایک طریق کار اپنایا اس مقصد کے حصول کے لئے خداوند کریم نے اپنے برگزیدہ بندوں یعنی نبیوں اور رسولوں کے ذریعے ہدایت کے مواقع باہم پہنچائے۔ ان آسمانی ہدایات کے پیشِ نظر اسلام کی تعلیم کا اولین مقصد معرفت اور رضاءِ الٰہی کا حصول ہے۔ دوسرے الفاظ میں انسان اور خدا کے درمیان اس تعلق کو استوار کرنا ہے جس کے نتیجے میں انسان بخوشی و خاطر اپنے زندگی کے تمام امور میں خداوندی احکام پر عمل کرنا اور رضاءِ الٰہی کو اپنی پسند و ناپسند کا معیار ٹھہراتا ہے۔ اور قرآن کے الفاظ میں اس کا ارتقائی اور انتہائی مقام یہ ہو۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ (انعام۔ ت ۱۶۳)

ترجمہ:۔ (اے محمدؐ) کہہ دیجئے میری نماز۔ میرے تمام مراسم عبودیت۔ میرا جینا اور مرنا سب کچھ رب العالمین کیلئے ہے

انسان کو معرفت اور رضاءِ الٰہی کے اس معیار پر پورا اترنے کے لئے کچھ اور تقاضے پورے کرنے ہوتے ہیں۔ جو اس مقصد اولیٰ کے حصول کا ذریعہ بھی ہیں۔ ان تقاضوں میں انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کا نائب۔ تابع فرماں بندہ اور صالح انسان بن کر اپنی زندگی بسر کرے۔ اس کا دل خوفِ خدا سے ہر وقت معمور ہو۔ عبادتِ الٰہی کو نہایت تابعداری اور صالحیت کا مظہر بنائے اور خدائی نعمتوں پر شکر گزار ہو۔ اس جامع مقصد کے حصول کے لئے حسبِ ذیل عنوانات کے تحت اس کی تشریح مزید ہوگی۔

(۱) نیابتِ الٰہی

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ (بقرہ۔ ت ۳۰)

(اور جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گویا انسان اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ سورۃ انعام میں اس آیت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ؕ (انعام ۶، آیت ۱۶۶) ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض سے اونچے درجے دیئے۔ تاکہ جو کچھ تم نے اس کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش ہے۔

نیابتِ الٰہی کی حیثیت کیا ہے اس ضمن میں مولانا مودودی فرماتے ہیں۔

"کہ انسان کی حیثیت اس دُنیا میں خدا کے خلیفہ کی ہے۔ خلیفہ کہتے ہیں نائب کو۔ نائب کا کام یہ ہے کہ جس کا وہ نائب ہے اس کی اطاعت کرے وہ نہ تو اس کے سوا کسی اور کی اطاعت کر سکتا ہے کہ ایسا نہ کرے تو باغی سمجھا جائے گا۔"[1]

مولانا اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"نائب کا اولین فرض یہ ہے کہ جس کا نائب ہو اس کی فرمانبرداری اس کی حکومت اور اس کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو نہ تو وہ نائب ہونے کی حیثیت کو سمجھ سکے گا۔ اور نہ اپنے امین ہونے کا صحیح تصور اس کے ذہن میں پیدا ہو گا۔ نہ اپنے ذمہ دار اور جواب دہ ہونے کا احساس کر سکے گا۔ اور نہ اس امانت میں جو اس کے سپرد کی گئی ہے اپنی ذمہ داریاں اور اپنے فرائض صحیح طور پر ادا کرنے کے قابل ہو گا۔"[2]

متذکرہ آیات اور اقتباس کی روشنی میں یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ نیابتِ الٰہی کی حقیقی معنوں میں حیثیت یہ ہے کہ خالق کی اقتداء کرنے اور اس کی مقرر کی گئی حدود کے

---

[1] اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی ص ۲۹ [2] ایضاً ص ۳۰-۳۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اندر جو اختیارات انسان کو دیئے گئے ہیں ان سے تجاوز نہ کرے۔ تب ہی وہ خلافت کے منصب کا صحیح مستحق بن سکتا ہے۔ معرفت اور رضائے الٰہی کے حصول کا یہ پہلا زینہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو نیابت الٰہی کا اہل ثابت کرے۔

(ii) عبادتِ الٰہی

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ○ (ذاریات۔ پ ۲۷)

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

اس آیت کی رُو سے انسانی تخلیق کا مقصد عبادتِ الٰہی قرار دیا گیا ہے۔ رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ خدا کی بندگی ہے۔ اور اس کو اپنا حقیقی معبود سمجھ کر اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہے خدا کے سوا کسی کو الٰہ ماننا اور کسی غیر کے سامنے سرِ نیاز جھکانا شرک ہے۔ عبادتِ الٰہی سراسر اطاعتِ خداوندی ہے۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ (النساء۔ پ ۶۴)

ترجمہ: اور ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ بحکمِ خدا اس کی اطاعت کی جائے۔

قرآن و حدیث میں اس کے عمل کی توضیح و تشریح موجود ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے مرتبہ نیابت کو پہچاننے کے ساتھ ساتھ اپنے خالق کے ساتھ ایسا تعلق استوار کرے جو ایک بندے اور معبود میں فی الواقع ہونا چاہیئے۔ زندگی بے بندگی شرمندگی تو ایک عام مقولہ ہے۔ تاہم بندگی فی نفسہٖ ایک ایسا مقام ہے۔ جس کی شاعرِ مشرق نے ان الفاظ میں تصریح فرمائی ہے۔

؎ مقامِ بندگی دیگر مقامِ عاشقی دیگر
نہ کر نہ لوں شانِ خداوندی

عبادتِ الٰہی سے خدا اور انسان میں جو تعلق پیدا ہوتا ہے وہ ایک کیفیت ہے جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ اطاعت اور فرمانبرداری کوئی جرمانہ یا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سزا نہیں جس کو کرنے یا برداشت کرنیکا یہ حکم دیا گیا ہے بلکہ یہ تو ربّ کے ماننے کا عملی تقاضا ہے۔ اور یہ تقاضا تب پورا ہو سکتا ہے جب انسان اس کے لئے محبّت کا ثبوت دے بلکہ یہ تقاضا انتہائی محبت چاہتا ہے۔ خوش دلی چاہتا ہے۔ اس محبّت کے اظہار کا عملی طریقہ یہ بتایا کہ جو اس کے بھیجے ہوئے معلّم کی پیروی کرے گا۔ اللہ اس سے محبّت کریگا۔ اسی کو ایک مقام پر یوں فرمایا[1]۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ال عمران۔ ۳۱)

ترجمہ: اے نبی لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبّت کرے گا۔

(iii) خوفِ خُدا رضائے الٰہی کے حصول کا اہم ذریعہ خوفِ خُدا ہے جو اس کی عظمتِ کبریائی کو تسلیم کرنے کا دوسرا نام ہے۔ خدا سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے دل میں ہمیشہ یہ احساس موجود رہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق، سمیع وبصیر اور درونِ دل پوشیدہ بھیدوں کو جاننے والا ہے۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (اور کائنات کی کوئی چیز اس کے احاطۂ قدرت سے باہر نہیں)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (حشر۔ ۱۸)

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تمہارے سب اعمال کو جانتا ہے۔

اس احساس کے پیشِ نظر انسان کو یہ بات بھی مدِنظر رکھنی چاہیئے کہ کہیں ایسا ہو کہ وہ اپنے رب کی مرضی اور رضا کے خلاف کوئی تصرف کر بیٹھے اور اس کے اس فعل سے خداوند کریم ناراض ہو جائے۔

[1] عہدِ رسالت کا نظامِ تعلیم ص۳۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خوفِ خُدا کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس سے عمل میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خُدا سے ڈرنے والا انسان ایسا عمل کرے گا جس میں خدا کی رضا مقصود ہو اور ان اعمال سے اجتناب کریگا جو اس کی ناراضگی کا سبب بنے گا۔

خوفِ خدا کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جس انسان کے دل میں خدا کا خوف موجزن ہو گا۔ اس کے دل میں اور کسی چیز کا خوف جگہ نہیں پاتا۔ ارشاد فرمایا:۔

لَا تَتَّخِذُوْآ اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۚ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ○

(نحل۔ ت ۵۱-۵۲)

ترجمہ: دو دو معبود نہ بناؤ۔ معبود وہی ایک ہے تو مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اسی کا ہے۔ اور اس کی عبادت لازم ہے۔ تو (اس لئے) خدا کے سوا اوروں سے کیوں ڈرتے ہو۔

(۱۷) شکرگزاری

اسلام میں انسان کے اجتماعی اور انفرادی حقوق و فرائض کا مقصد صرف رضاءِ الٰہی کا حصول ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اسلام میں جو خطوط متعیّن کئے گئے ہیں ان پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنے معبود کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ تاہم اس قرب میں استواری لازم ہے۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝ (بقرہ ت ۱۵۲)

ترجمہ: سو تم مجھے یاد کیا کرو۔ میں تمہیں یاد کیا کرونگا۔ اور میرا احسان مانتے رہنا ناشکری نہ کرنا۔

اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں تعلق کے تسلسل۔ احسانمندی اور ناشکری سے اجتناب کا حکم فرمایا ہے۔ احسان مندی اور شکرگزاری کی صفات کا عمل تو انسان کی اجتماعی زندگی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھی شامل ہے۔ لیکن خالق حقیقی کی نعمتوں اور نوازشوں سے کون انکار کر سکتا ہے۔ جس نے انسان کو گندے پانی کے قطرے سے بنایا اور اسے زندگی کے مختلف ارتقائی منازل سے گزارا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے زندگی گزارنے کی آسائشیں دیں۔ احسن تقویم میں موجود ایک ایک نعمت پر ساری دنیا کی دولت ہزار بار نثار کرنے پر بھی صرف ایک آنکھ کا بدلہ نہیں چکایا جا سکتا۔

ان جملہ خداداد نعمتوں کا ایک اہم تقاضا یہ بھی ہے۔ کہ انسان اپنے خدا کا شکر بجا لائے۔ شکر گزاری کا طریقہ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی نیابت کا حق ادا کرے۔ اس کے خوف کو دل میں جگہ دے۔ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے۔ اور زندگی کے ہر مرحلہ میں اس کے رسولؐ کی پیروی کرے۔

(۲) ملّت بیضا کی تربیّت

روئے زمین پر جب سے انسان نے قدم رکھا، اور خلیفۃ اللہ کے منصب پر فائز ہوا۔ تو تہذیب و تمدّن کے لحاظ سے انسان مختلف ارتقائی منزلوں سے گزرا۔ عمرانیات کا طالب علم اس امر سے بخوبی آگاہ ہے کہ دنیا میں مختلف ادوار میں کئی تہذیبیں ابھریں۔ اور پھر مٹ گئیں خداوند کریم نے ہر دور میں انسان کی اصلاح اور ہدایت کے مواقع باہم پہنچائے اور مختلف اوقات میں اپنے نبیوں اور رسولوں کے ذریعے اپنا پیغام پہنچایا۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (بقرۃ۔ ۲۱۳)

ترجمہ: سب لوگ ایک ہی جماعت تھے۔ پس اللہ نے نبیوں کو بھی خوشخبری دینے والے، ڈرانے والے اور ان کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ لوگوں میں ان باتوں میں فیصلہ کریں جن میں ہم اختلاف رکھتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تاہم انسانیت پر ان تعلیمات کا وہ دور رس اثر قائم نہ رہا جس سے انسانیت کو فلاح دارین کی ضمانت حاصل ہو سکے۔ اس مقصد کے لئے خداوند کریم نے اپنے آخری نبیؐ کو مبعوث فرمایا۔ تاکہ وہ ایک ایسی ملت کی اساس رکھیں اور اس کو تربیت باہم پہنچائیں۔ جو رہتی دنیا تک اس کام کی ذمہ داری قبول کر سکے۔ اور اسلام کو ابدی دین قرار دیا۔ اور اس کو دوسرے سب ادیان پر اپنی پسندیدگی کی مُہر ثبت فرمائی۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران۔ ت۱۹) وحدتِ فکر انسانی کو قائم رکھنے کے لئے اسلام کو دین فطرت بنا کر امتِ وسطیٰ کو رہبریٔ عالم کا کام سونپا۔ اس مقصد کو یوں بیان فرمایا:۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ (آل عمران۔ ت۱۰۴)

ترجمہ: اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں۔

مختلف مذاہب کے پیروکار امتوں نے نہ صرف اپنے انبیاءؑ کو جھٹلایا۔ بلکہ سماوی تعلیمات میں بھی اپنی مرضی کے مطابق تحریف کر دی جس سے ضرورت پیدا ہوئی کہ ایک ایسی ملت کی اساس رکھی جائے جو دینِ حق پر قائم اور خداوندی تعلیمات کی آمین ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ خیر کی مسلسل اشاعت اور تبلیغ کا کام بھی سرانجام دے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران۔ ت۱۱۰)

ترجمہ: تم سب سے اچھی جماعت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔

الغرض ان آیات کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کا دوسرا بڑا مقصد ایک ایسی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اُمت کی بنیاد رکھنا اور اس کی عملی تربیت کرنا ہے۔ جو وحدتِ فکرِ انسانی کو قائم رکھتی ہو اور خیر کی مسلسل اشاعت و تبلیغ کی ذمہ داری قبول کرے

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ (حج ۔ ت ۴۱) ۔

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین پر اقتدار عطا کریں تو نماز قائم کریں گے، اور زکوٰۃ ادا کریں گے۔ نیکی کا حکم دیں گے۔ اور برائیوں سے منع کریں گے۔

(۳) تعمیرِ انسانیت

ارشاد خداوندی ہے كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۔ (بقرہ۔ ت ۲۱۳) (سب لوگ ایک ہی قوم ہیں) اس آیت کی رُو سے اسلام ہی ایک ایسا دین ہے۔ جو وحدتِ نسلِ انسانی کا داعی ہے۔ اور تفریق بین الناس کا سخت مخالف ہے۔ قومی۔ لسانی اور نسلی امتیازات کو جڑ سے کاٹتا ہے۔ وحدتِ نسلِ انسانی کا نظریہ وہ نظریہ ہے جس کی نظیر دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات میں نہیں ملتی۔ اس ضمن میں ارشاد ہوتا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (بقرہ۔ ت ۱۴۳)

ترجمہ: اور اس طرح ہم نے تم کو امتِ وسطیٰ بنایا) امتِ وسطیٰ سے مراد ایسا گروہ ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہو۔ یہ وہی نظریہ ہے جس پر امن کی عمارت کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔[1]

وحدتِ نسلِ انسانی کی توضیح و تشریح ان آیات سے بھی ہوتی ہے:-

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً (یونس ۔ ت ۱۹) (سب لوگ ایک ہی قوم ہیں)

اور اسی طرح خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ (ترجمہ۔ تم کو ایک ہی اصل سے پیدا کیا گیا ہے) (نساء۔ ت ۱)

ہندوؤں کا ایمان ہے کہ برہما ان کا خدا ہے۔ یہودیوں کا نظریہ ہے کہ یہودہ صرف

---

[1] اسلام معاشرتی۔ سیاسی اور معاشرتی نظریات ص ۱۳۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کا خُدا ہے اور وہ اس کی محبوب ترین قوم ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو واضح فرمایا کہ :۔

" بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا "

برعکس اس کے اسلام کا اعلان یہ ہے کہ انسان کی اصل ایک ہے اور اسلام ساری انسانیت کو ایک وحدت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور انسانیت سے محبت کو خُدا کی محبت کا ذریعہ گردانتا ہے۔ الخلق اعیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ (بیہقی۔ کتاب الایمان) ترجمہ: ساری مخلوق اعیال اللہ ہے اور اللہ اس سے محبت کرتا ہے جو اللہ کی مخلوق سے سب سے زیادہ بھلائی کرتا ہے" اسی طرح التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی عیال اللہ (بیہقی۔ کتاب الایمان) ترجمہ: اللہ کے احکام کی تعظیم کرو اور اللہ کی مخلوق سے محبت رکھو۔

کسی نسلی۔ علاقائی۔ لسانی اور قومی تعصب سے ماوراء اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو مخلوق اللہ سے محبت اور شفقت کا اعلان کرتا ہے۔ رشد و ہدایت کے سلسلے میں پہلے انبیاءؑ کی تعلیمات نہ صرف محدود تھیں بلکہ علاقائی۔ لسانی اور قومی بنیادوں پر قائم تھیں۔ جس کے نتیجے میں دوسرے مذاہب عالم میں تعصب اور نسلی امتیازات کی واضح مثالیں آج بھی موجود ہیں۔ وحدتِ نسلِ انسانی کا پیغام اسلام نے دیا۔ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری کائنات کا نبی بنا کر بھیجا گیا

کان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ بعثت الی الناس عامۃ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: مجھ سے پہلے ہر نبی کو اس کی مخصوص قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا جاتا تھا۔ لیکن میں تمام لوگوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ اسلام اور دوسرے مذاہب کی نوعیتِ کار میں فرق موجود ہے۔ دوسرے انبیاءؑ کی تعلیم کا مقصد کسی مخصوص قوم یا علاقہ میں موجود لوگوں کے عقائد میں درستی اور چند اعمال کی ترتیب رہا۔ برعکس اس کے اسلام کی عالمگیریت کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا الحمد للہ رب العالمین یعنی خدا صرف مسلمانوں کا ہی نہیں بلکہ تمام اقوام کا پروردگار ہے اور تمام مشرقین اور مغربین کا پالنے والا ہے۔ اور اس کی مقدس کتاب "ھُدً لِلنَّاسِ" روئے زمین کے لوگوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اور اسی طرح ذکر للعٰلمین" کی حیثیت سے قرآنِ کریم تمام جہانوں کے لئے نعمت ہے۔ اور حامل قرآن رسولِ مقبولؐ کو رحمۃ اللعالمین کے لقب سے ملقب فرمایا۔ ان اشارات کی رُو سے اسلام کا مقصد ایک ایسی عالمگیر تہذیب کی بُنیاد ڈالتا ہے۔ جس کے اندر بلا تخصیص نسل و قوم تمام انسانوں کی تعمیر کا سامان موجود ہو اور ساتھ ساتھ انسانی زندگی کے ہر پہلو کی تربیت مقصود ہے۔ جس میں ہر انسان خواہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ جوان ہو یا بوڑھا۔ باپ ہو یا بیٹا۔ گورا ہو یا کالا۔ عربی ہو یا عجمی۔ جہاں ہو اور جس حیثیت کا حامل ہو اس کے اعمال و عقائد۔ اخلاق و اطوار اور اس کے حقوق و فرائض غرضیکہ ہر پہلو کی اصلاح و تربیت کرنا مقصود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں انسانی زندگی کا کوئی ایسا پہلو اوجھل نہیں رہا جس کے لئے راہنمائی بہم نہ پہنچائی گئی ہو۔ چنانچہ انسانی زندگی کے ہر پہلو پہ محیط اسلامی تعلیمات کا بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ انسانیت کی ایسی تعمیرِ نو کی جائے جس سے مخلوق اللہ سے محبت و شفقت دوسروں سے رواداری جیسی صفات پیدا ہوں۔ تاکہ پوری انسانیت ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایسے معاشرہ کو تشکیل دے سکے۔ جو ہر لحاظ سے پرامن بقائے باہمی کے اصول کو اپنا کر ایک خوشحال زندگی گزار سکے۔

(۴) عقیدۂ آخرت اسلامی نقطۂ نظر سے تعلیم کا یہ بھی مقصد ہے کہ انسان کو دنیا کی زندگی میں آخرت کے لئے تیار کیا جائے۔ اسلام سے قبل تمام انبیاءؑ کی تعلیمات میں آخرت یعنی روز قیامت سزا و جزاء کا تصور موجود تھا اسی لئے انبیاءؑ کو مبشرین و منذرین کے القاب سے نوازا گیا۔ قرآن نے اس دنیوی زندگی کو کھیل تماشا سے تشبیہ دی ہے۔ اور آخرت کے لئے اس زندگی میں زادِ راہ بنانے کی تاکید کی ہے۔ عقیدہ آخرت صرف مسلمانوں کے ایمان و ایقان کا معاملہ نہیں۔ بلکہ دوسرے مذاہب کے پیروکار بھی کسی نہ کسی صورت میں اس پر یقین رکھتے ہیں۔ اور یہ امر واقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ اور وہ شترِ بے مہار بنا کر نہیں چھوڑا گیا۔ بلکہ اس کو عقل و شعور کی دولت دی گئی ہے۔ اور اس کو دوسری نعمتوں کے ساتھ ساتھ کچھ اختیارات سے بھی نوازا گیا۔ یہ سب کچھ دینے کے بعد اس پر مطلوبہ اعمال و کردار کی ذمہ داری بھی ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ اس بنا پر اس سے یہ پوچھا جائے گا۔ کہ اس نے دنیا میں اس مقصد کے تحت زندگی گزارنے کے لئے کیا تگ و دو کی۔

عقیدہ آخرت کی وضاحت فرماتے ہوئے مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ

"عقیدہ آخرت کے سوا کوئی دوسری چیز ایسی نہیں جو اس دنیا میں انسان کو راہ راست پر قائم رکھنے کی ضامن ہو سکتی ہو۔ اگر کوئی شخص یہ نہ مانتا ہو کہ اسے مر کر دوبارہ اٹھنا ہے اپنے خدا کے حضور اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اعمال کی جواب دہی کرنی ہے۔ تو وہ لازماً گمراہ اور بدراہ ہو کر رہے گا۔ کیونکہ اس کے اندر سرے سے وہ احساسِ ذمہ داری پیدا ہی نہ ہو سکے گی۔ جو آدمی کو راہِ راست پر ثابت قدم رکھتا ہے۔ کیونکہ شیطانی قوتیں کبھی یہ پسند نہیں کرتیں کہ انسان آخرت کے عقیدۂ حیات پر ایمان رکھے۔ دنیا میں جو شخص بھی گمراہ ہوا اس انکارِ آخرت یا شک فی الآخرت کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور جس نے بھی راست اُولیٰ اختیار کی ہے۔ اس کے طرزِ عمل کی بنیاد آخرت پر ایمان ہے۔[1]

گویا عقیدہ آخرت سے انسان کے دل میں اپنی ذمہ داریوں کے احتساب کا جو احساس پیدا ہوتا ہے وُہ اس کے اعمال پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو بطریقِ احسن نبھانے کی سعی کرتا ہے۔ اس سے مثبت اعمال کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔ جس کا دوررس نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسانی زندگی میں ایک توازن اور معاشرہ میں امن برقرار رہتا ہے۔

اسلام نے اُخروی زندگی کو دنیوی زندگی پر ترجیح دی ہے۔ قرآن و سنت میں اس کی تشریح و توضیح موجود ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عقیدۂ آخرت کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ اس تصوّر سے موجودہ زندگی میں توازن اور معاشرہ میں سکون برقرار رہے بلکہ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ انسان اپنے اعمال کو ایسی صراطِ مستقیم پر استوار کرے کہ وہ اپنی آنے والی زندگی میں بھی کامیاب ہو اور فلاح دارین حاصل کرے۔

---

[1] تفہیم القرآن۔ مولانا مودودیؒ جلد چہارم ص ۱۹۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علم کی تاکید و اہتمام

علم کی فضیلت و اہمیت کے پیش نظر یہ ضروری تھا کہ جس تعلیمی پالیسی پر حضور اکرمؐ عمل پیرا تھے۔ اس کے عملی اجراء کا اہتمام باہم پہنچایا جاتے۔ اس سے قبل کہ کسی ایسی مثال کی طرف اشارہ کیا جاتے جس میں تعلیم کے حصول کے لئے مکمل ترغیب و تاکید کی وضاحت موجود ہو۔ علم کے بارے میں آپؐ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

(۱) بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً (میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہو) کا مفہوم بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ علم کمتر صورت میں بھی قابل تعلیم ہے اور اس کو دوسروں تک پہنچانا بہرحال ضروری ہے۔ علم کی ترغیب میں یہ قول کہ:۔

(۲) مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِہٖ (جس نے کسی اچھی بات کی طرف راہنمائی کی تو اس کے لئے اس کے کرنے والے جیسا اجر ہوگا) کسی کو کچھ علم سکھانا جس سے سیکھنے والا نفع حاصل کرے۔ ان اعمال میں قرار دیا گیا ہے۔ جو انسان کی موت کے بعد بھی جاری رہتے ہیں اور ان پر اجر رہتا ہے۔

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَۃٍ مِنْ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْ عِلْمٍ یَنْفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ یَدْعُوْلَہٗ۔ (جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ سوائے تین کے۔ صدقہ جاریہ۔ وہ علم جس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے کہ نفع حاصل کیا جائے نیک بیٹا جو اس کے لئے دعا کرے)

علم کی تحصیل کے لئے دُعا قرآنِ مجید میں یوں آئی ہے :-

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (اے میرے رب میرے علم میں ترقی فرما) بحرِ علم کی بیکرانیوں کا اشارہ اس ارشاد میں ملتا ہے :- وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ۝ (اور ہر علم والے سے ایک بڑھ کر علم والا ہے)

ان ارشاداتِ عالیہ میں علم و حکمت کی تاکید و رغبت کا عنصر موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید میں بھی واضح طور پر احکام موجود ہیں۔ اسلامی آداب، تہذیب اور قرآنی علوم میں جب مسلمانوں کی فکر پختہ ہو گئی۔ تو اس وقت آخری عہدِ نبویؐ میں لازمی تعلیم کا اعلان وحی خداوندی کے ذریعے ہوا سورۃ توبہ کی جو اہمیت سلسلہ نزول وحی اور تاریخ اسلام میں ہے۔ اس کے بیان کرنے کا یہ محل نہیں۔ مختصراً یہ کہ اس سورۃ کے ذریعے اسلامی حکومت کے نظام کے مکمل ہونے اور اسلامی احکام و عبادات کے تکمیل پذیر ہونے کا اعلان حج کے موقع پر کیا گیا۔ اس سورۃ میں رسول اللہ کی وساطت سے مسلمانوں کو لازمی تعلیم کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہوا :-

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَاۗىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝

(توبہ - ت ۱۲۱) ترجمہ :- ضروری نہ تھا کہ سارے اہل ایمان اٹھ کھڑے ہوتے مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کی آبادی کے حصے میں سے کچھ لوگ نکل کر (مدینہ) آتے اور دین سمجھ کر واپس جاتے۔ اور اپنے باشندوں کو خبردار کرتے۔ تاکہ وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پرہیز کریں[1])

اب ہم اس ذیلی عنوان کے دوسرے پہلو یعنی اہتمام کی طرف آتے ہیں۔ پچھلی سطور میں کسی جگہ عرض کیا گیا تھا۔ کہ عہد نبویؐ میں جس نظام تعلیم کے اساسی تصورات جن پر مابعد اس پورے انقلابی نظام کی عمارت استوار ہوئی۔ مدنی زندگی میں اس پر باقاعدگی سے کام شروع ہوگیا تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں مسلمانوں نے نہایت قلیل عرصہ میں عسکری کامرانیوں کے ساتھ علمی میدانوں میں بھی معرکے سر کرنے شروع کر دیئے اور بہت جلد علمی میدان میں مسلمان صحابہؓ کی تعلیم یافتہ کھیپ تیار ہوگئی۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی۔ فیضانِ نظر کے ساتھ مکتب کا ہونا بھی ضروری تھا۔ لہٰذا تعلیم و تدریس کے سلسلے میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو اہتمام فرمایا اس کے مطابق تعلیم و تبلیغ کے سب سے پہلے داعی خود سرورِ کائناتؐ کی ذات اقدس تھی۔ آپؐ نے بعثت کے فوراً بعد اس کو سرانجام دینا شروع کر دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ میں جب تک تشریف فرما رہے بنفسِ نفیس اس فرض کو انجام دیتے رہے۔ ایک ایک کے پاس جاتے اور حق کا پیغام سناتے۔ شہر سے نکل کر مکہ کے آس پاس جاتے اور آنے جانے والوں کو بشارت سناتے مکہ سے نکل کر طائف تشریف لے گئے اور وہاں بھی اپنا فرض ادا کیا۔[2]

مکی زندگی میں تعلیم و تبلیغ کے جو اثرات پیدا ہو رہے تھے۔ ان میں حج کا

---

[1] سیرت النبیؐ جلد چہارم صفحہ ۳۷ ۔ [2] اسلامی تعلیم نمبر دسمبر ۱۹۶۲ء صفحہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موقع ایک بہترین موقع تھا۔ باہر سے آنے والے وفودِ حج میں آپؐ نے خدا کا پیغام پہنچانا شروع کیا۔ قریشِ مکہ کی مخالفت اور کڑی نگاہ داشت کے باوجود باہر سے آنے والے لوگ اسلام کی دعوت پر دھیان دینے لگے۔ چنانچہ "بیعتِ عقبہ کے بعد آپؐ نے قبائلِ یثرب کے ساتھ اپنے نائب کی حیثیت سے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو روانہ کیا۔[1] جن کی تبلیغ سے اگلے سال کئی اہلِ مدینہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کا تقرر اسلام میں پہلا واقعہ تھا کہ کسی آدمی کو آپؐ نے اپنے نائب کی حیثیت سے مقرر فرمایا ہو۔ بعد میں اسی طریق کار پر تعلیم و تبلیغ کے سلسلے میں اس پر برابر عمل ہوتا رہا۔" مکہ میں آنحضرتؐ کے بعد عام مسلمانوں میں سب سے پہلے مبلغ اور داعیٔ حق حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ مکہ میں بہت سے معزز گھرانوں کے پُرجوش نوجوان انہی کی تبلیغ سے اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کوششوں سے دائرۂ اسلام میں آئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے بعد اسلام کے دوسرے مبلغ حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں۔ جن کے مؤثر واعظوں کی کوششوں سے آنحضرتؐ کی ہجرت سے پہلے ہی مدینہ کے گھرانے توحید کے پرستار ہو گئے تھے۔[2]

اسلام کی تحریک کو مختلف ادوار سے گزرنا پڑا۔ اس میں مظلومیت کا زمانہ اور مسلسل جنگ و جدل کا عہد بھی ہے۔ اور اس کے بعد امن و سکون اور رضائے خداوندی کا زمانہ بھی شامل ہے۔ اس عہد میں اسلام کا تعلیمی نظام ابتدائی منزل

---

[1] اسلامی تعلیم ... نمبر ۱۹۷۲ء ص ۳۳-۳۲ [2] سیرت النبی جلد چہارم ص...

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طے کرتا رہا اور جب کبھی آنحضرتؐ کو موقع ہاتھ لگا آپؐ تعلیم کو مسلمانوں میں عام کرنے اور اہلِ مدینہ کو مکّہ کے پڑھے لکھے لوگوں کے برابر لانے میں کوشاں رہے۔

اس امر کے ثبوت کی بہترین مثال مسلمانوں کی تعلیم کے اہتمام کا وہ واقعہ ہے جو جنگِ بدر کے بعد پیش آیا۔ "تعلیمی انقلاب کی سمت پہلا قدم جنگِ بدر کے بعد اٹھایا گیا۔ کفّار کو بدر میں شکست ہوئی۔ اور ان کے ستّر کے لگ بھگ آدمی گرفتار ہوئے۔ کفّار کے کچھ قیدی تو فدیہ لے کر چھوڑ دیئے گئے نادار قیدیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ دس دس انصاری بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو انھیں رہائی مل جائے گی۔ لکھائی سکھانا ہی ان کا زرِ فدیہ ہوگا۔[1]

ریاستِ مدینہ میں تعلیم کے شعبے میں یہ ایک ابتدائی کوشش تھی۔ اس کے بعد اس کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا۔ اور باقاعدہ اس شعبے کی تنظیم کی گئی۔ "رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے عہد میں سعید بن العاصؓ کو مدینہ کا انسپکٹر جنرل تعلیمات مقرر کیا۔ جس کے سپرد لکھنے پڑھنے کا کام تھا۔ جیسا کہ ہم دیکھیں گے کہ ان کی ذمہ داریوں میں وقت گزرنے کے ساتھ تدریج اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اس لئے اس کا انتظام چلانے کے لئے ایک علیحدہ افسرِ تعلیم حضرت عبادہ بن صامتؓ کو مقرر کیا۔ یہ انتظامات "تا حیاتِ نبویؐ قائم رہے۔ مدینہ میں کل نو مساجد تھیں۔ ان سب میں تعلیم و تدریس کا شغل جاری رہتا تھا۔ رسولؐ اللہ وقتاً فوقتاً وہاں تشریف لے جاتے تھے اور اکثر اوقات درس میں شریک ہوتے تھے مسجد نبویؐ اور صفہ۔ مسجد نبویؐ کو یوں سمجھ لیجئے کہ اعلیٰ تعلیمی درسگاہ کی حیثیت حاصل تھی۔

---

[1] سیرت النبیؐ جلد چہارم ص ۳۷۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مدینہ جو مختلف بستیوں کا مجموعہ تھا ہر بستی کے لوگ اپنی اپنی درس گاہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ اور بعض امور کے لئے مسجد نبوی میں آتے۔ حضرت عمرؓ اور ان کے ایک انصاری پڑوسی نے اس غرض کے لئے مسجد نبوی میں تعلیم حاصل کرنے کی باری مقرر کر رکھی تھی۔ ایک دن حضرت عمرؓ آتے اور دوسرے دن ان کا انصاری پڑوسی آتا۔ تعلیم و تعلم کا یہ سلسلہ مدینہ کی ہنگامہ خیز زندگی میں برابر جاری رہا[1]۔ رسالت مآبؐ کی حیاتِ طیبہ کے آخری سالوں میں اسلامی حکومت کی حدود پھیل چکی تھیں۔ اور جس کا رقبہ تقریباً دس لاکھ مربع میل پر مشتمل تھا۔ اس کے جملہ انتظامی اور سیاسی انتظام سے قطع نظر رسول خداؐ کو نہ صرف اہل مدینہ کی تعلیم کی فکر تھی۔ بلکہ سربراہ مملکت کی حیثیت سے آپؐ سارے ملک میں اس تعلیمی انقلاب کے اثرات کو دیکھنا چاہتے تھے۔ جس کی ابتداً آپؐ بعثت کے فوراً بعد کر چکے تھے۔ مرکز اسلام میں موجود رسمی مدارس اور مساجد جن میں تعلیم و تدریس کا کام ہوتا تھا۔ اس کی نگرانی آپؐ شخصی طور پر فرماتے تھے۔ دور دراز کے علاقوں میں اعمال کی تقرری کے وقت تعلیم و تدریس کے سلسلے میں خصوصی ہدایات جاری فرماتے تھے۔ "صوبہ دار گورنروں کے فرائض منصبی میں یہ امر صراحت کے ساتھ شامل کر دیا جاتا تھا۔ کہ وہ اپنے ماتحت علاقے کی تعلیمی ضرورتوں کا مناسب انتظام کریں۔ یمن کے گورنر عمرو بن حزم کے نام جو طویل تقرر نامہ یا ہدایت نامہ جناب رسالت مآبؐ نے لکھا تھا۔ اسے تاریخ نے محفوظ کر رکھا ہے۔ اس میں گورنر کو ہدایت ہے۔ کہ لوگوں کے لئے قرآن، حدیث، فقہ

---

[1] اسلامی تعلیم ص ۳۵-۳۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور علوم اسلامیہ کی تعلیم کا بندوبست کریں۔"[1] اسی طرح دوسرے صوبوں میں اور خصوصاً صوبہ یمن میں آنحضرت صلعم نے ایک صدر ناظر تعلیمات مقرر کیا تھا۔ جس کا کام یہ تھا کہ مختلف اضلاع و تعلقات میں ہمیشہ دورہ کرتا رہے۔ اور وہاں کی تعلیم اور تعلیم گاہوں کی نگرانی کرے۔ کوئی تعجب نہیں کہ اور صوبوں میں بھی اس طرح کے افسر مامور کئے گئے ہوں۔"[2] سورۃ حج کی حسب ذیل آیات کی تشریح کے حوالے سے علامہ شبلی نعمانیؒ نے حضور اکرمؐ کے علمی اہتمام اور اس کے ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے تعلیم و تعلّم کے فرض کی بطریق احسن ادائیگی کا ذکر کیا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ (حج ۴۱)

ترجمہ: وہ لوگ جن کو ہم زمین میں اگر طاقت دیں۔ تو نماز قائم کریں۔ زکوٰۃ دیں۔ اچھی باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں)

اس بناء پر ہر مسلمان واعظ بھی ہوتا تھا اور محتسب بھی۔ داعی مذہب بھی اور ماہر شریعت بھی۔ یہی وجہ ہے کہ یا تو اسلام سے پہلے عرب میں اس قدر جہالت پائی جاتی تھی کہ شرفاء کا لکھنا پڑھنا عیب خیال کیا جاتا تھا۔ یا ایک ایک گھر فقہ۔ حدیث اور تفسیر کا دارالعلم بن گیا۔ تاہم ہر شخص کو تفقہ و تدریس کا کافی وقت نہیں مل سکتا تھا۔ اس لئے یہ ضروری قرار دیا گیا کہ جماعت اور قبیلے میں کچھ ایسے لوگ موجود ہوں جو تعلیم و ارشاد کا فرض انجام دے سکیں۔[3]

---

[1] ترجمان اہلسنت ص۳۴ — [2] ترجمان اہلسنت ص۴۶

[3] سیرت النبیؐ جلد دوئم ص۳۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عالم یا مُعلّم کا مقام

تعلیم کے عمل میں اُستاد یا معلّم مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ کوئی نظام تعلیم خواہ قدیم ہو یا جدید اس کردار کو پس پشت ڈال کر اپنے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر سکتا۔ علوم و معارف کا تسلسل اور ان کے انتقال و اتصال کا واحد ذریعہ معلّم ہے۔ اس لئے ہر نظام تعلیم میں اس کی تربیت اور پیشہ ورانہ زندگی میں اس کی مناسب حوصلہ افزائی بہتر نتائج کی حامل ہو سکتی ہے۔ کوئی قوم حتی الامکان اس امر سے غافل نہیں ہوتی کہ وہ اپنے معلّمین اور علماء کو اپنے معاشرہ میں بہتر مقام دے۔ لیکن اسلام نے اس پیشہ کی تقدیس اور قدر و منزلت کا جو اہتمام کیا ہے۔ وہ کسی دوسرے نظام میں موجود نہیں ؛ اسلام نے معلمی کے پیشے کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ حضور اکرمؐ کے وہ ارشادات اور اقوال جن کی روشنی میں علماء کے مقام کی تعیّن ہوتی ہے۔ حدیث کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں۔ قرآن حکیم میں علماء کی تعریف کا اظہار اس آیت مبارکہ سے ہوتا ہے۔ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ط (بقرہ - آیت ۲۶۹)

(جس کو حکمت دی گئی ہے۔ اس کو خیر کثیر دی گئی ہے) اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (فاطر - آیت ۲۸) ترجمہ: اللہ کے بندوں میں صرف علماء پر اس کی خشیت طاری ہوتی ہے، عالم اور جاہل کے تفاوت کو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (زمر - آیت ۹) ترجمہ:- آپ کہہ دیجئے کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے برابر ہیں؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احادیث نبوی ؐ میں علماء کے جو فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ وہ حسبِ ذیل ہیں :-

(۱) فَضْلُ الْعَالِمِ عَلٰی عَابِدٍ کَفَضْلِی عَلٰی اَدْنَاکُمْ [۱] (عالم پر عابد کی فضیلت ایسی ہے۔ جیسے میری ؐ فضیلت تم میں سے سب سے ادنیٰ پر)

(۲) وَاِنَّ الْفَضْلَ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ عَلٰی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ وَاِنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلٰکِنْ وَّرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِحَظٍّ وَّافِرٍ ہ (ابوداؤد، ترمذی [۲]) اور عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کو تمام تاروں پر اور عالم نبیوں ؐ کے وارث ہیں۔ انبیاء کی میراث نہ دینار تھا۔ نہ درہم۔ ان کی میراث علم تھی۔ پس جس نے وہ حاصل کیا۔ اس نے بہت حصہ حاصل کیا۔

(۳) اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی وَمَلٰٓئِکَتَهٗ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلَ الْاَرْضِ حَتّٰی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِهَا وَالْحِیْتَانُ فِی الْبَحْرِ یُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ ہ (ترمذی [۳]) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان پر سلام ہو۔ اور آسمان اور زمین کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنی بلوں میں اور مچھلیاں سمندر میں اس شخص کے واسطے جو لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے۔ رحمت کی دعا کرتے ہیں)

---

[۱] فیوض الباری فی شرح صحیح بخاری صفحہ ۲۶ [۲] بحوالہ انتخاب صحاح ستہ صفحہ ۱۵۱

[۳] 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۲۶۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۴) وَاللّٰهِ لَاَنْ یُّهْدَ ابِهُدَاكَ رَجُلٌ وَّاحِدٌ خَیْرٌ لَّكَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ (ابوداؤد)[۱] خدا کی قسم اگر تمہاری ہدایت سے ایک شخص بھی ہدایت پا گیا۔ تو یہ تمہارے لئے سُرخ اونٹ سے بہتر ہے۔

(۵) نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَءًا سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَهٗ كَمَا سَمِعَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ۔ (ترمذی)[۲] خدا اس آدمی کو آباد رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سُنی اور پھر ہو بہو آگے سنا دی۔ کیونکہ جن لوگوں کو پیغام پہنچتا ہے۔ ان میں سے اکثر پیغام پہلے سننے والے کی نسبت زیادہ یاد رکھتے ہیں۔

(۶) فَقِیْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ (ترمذی)[۳] ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے سخت تر ہے۔

(۷) مُعَلِّمُ الْخَیْرِ یَسْتَغْفِرُ لَهٗ كُلُّ شَیْءٍ (ترمذی)[۴] معلّم خیر کے لئے تمام چیزیں دعائے مغفرت کرتی ہیں۔

(۸) اَلْعَالِمُ وَالْمُتَعَلِّمُ شَرِكَانِ فِی الْاَجْرِ (ابن ماجہ)[۵] عالم اور متعلّم اجر میں دونوں شریک ہیں۔

(۹) وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ وَرَّثُوا الْعِلْمَ مَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ[۶] (بخاری) علما انبیاء کے وارث ہیں۔ اور انبیاء نے ورثہ علم میں چھوڑا جس نے علم حاصل کیا۔ اس نے پورا حصہ حاصل کیا

---

[۱] انتخاب صحاح ستہ ص۱۵۶ — [۲] انتخاب صحاح ستہ ص۱۵۸

[۳] 〃 〃 ص۱۵۷ — [۴] بحوالہ فن تعلیم و تربیت ص۸۳

[۵] بحوالہ فن تعلیم و تربیت ص۸۲ — [۶] فیض الباری فی شرح صحیح البخاری ص۲۴۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان فضائل کے ساتھ ساتھ اشاعت علم کے لئے علماء کو خبردار کیا گیا کہ وہ اپنے علم کو دوسروں تک پہنچانے میں کسی بخل سے کام نہ لیں اور علم پر کسی قسم کی برہمنیت کی اجارہ داری کو یہ فرما کر ختم کیا۔ کہ :۔ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ كَتَمَهٗ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ (ترمذی۔ ابوداؤد)[1] جو شخص پوچھنے پر جاننے کے باوجود صحیح بات نہیں بتائے گا۔ قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ بھر دی جائے گی۔

اس طرح معلّمین کو اپنے علم کے عوض کسی قسم کا معاوضہ لینے سے منع فرمایا۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں۔ کہ مجھے صفہ کی درس گاہ عالیہ میں قرآن اور فن تعلیم دینے کے معاوضے میں ایک شاگرد نے کمان ندر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے روک دیا۔

معلّمین کی قدر افزائی کی کئی اور مثالیں عہد نبویؐ میں ملتی ہیں۔ جن میں بیر معونہ میں جن معلّمین کو دھوکے سے شہید کیا گیا تھا۔ آنحضرتؐ کو ان کی شہادت کا بڑا دکھ ہوا۔ آپؐ مسلسل ایک ماہ بیس دن تک قاتلین پر لعنت فرماتے رہے۔ اصحاب صفہ کی مختلف طریقوں سے حوصلہ افزائی کی جاتی تھی۔ معلم القرآن حضرت سالم مولیٰ حذیفہؓ کے متعلق آپؐ نے فرمایا کہ "اگر آج سالم زندہ ہوتا تو میں اسے مسلمانوں کا خلیفہ بناتا"۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کو معلّم قرآن ہونے کی وجہ سے یمن جیسے اہم صوبہ کا عامل مقرر کیا۔ اور صوبے کی تعلیمی اور تبلیغی سرگرمیوں کا انچارج مقرر کیا گیا۔ عہد نبویؐ اور راشدینؓ کے عہد میں علم کی اہلیت پر ملکی عہدے دیئے جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا۔ اور تعلیم ہی کو سرکاری عہدوں کا معیار مقرر کیا گیا۔ الغرض اسلام نے علماء اور معلّمین کا جو مقام متعین کیا ہے۔ اس کا اثر آج تک باقی ہے۔ اور مسلم معاشرہ میں علماء کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

---

[1] فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری ص ۲۴۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نصابِ تعلیم

قومی روایات اور تہذیب و ثقافت کو آئندہ نسلوں میں منتقل کرنا تعلیم کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔ تعلیم کا ایک مقصد حالاتِ حاضرہ کے ساتھ مطابقت پیدا کر کے وقت کے بدلتے ہوئے رجحانات کا ساتھ دینا بھی ہوتا ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے ایک طریق کار تجویز کیا جاتا ہے۔ جس کو تعلیمی اصطلاح میں "نصاب" کہتے ہیں۔ جہاں تک عرب قوم کی روایات اور ثقافت کا تعلق ہے وہ ایک بہادر قوم تھی۔ مہمان نواز تھی۔ اور اسی قسم کی دوسری خوبیوں سے متصف تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ گوناگوں برائیوں کا شکار بھی تھی۔ مجموعی طور پر سارے معاشرے پر ان برائیوں کا اثر غالب تھا۔ ان کا معاشرہ جہالت کی پیداوار تھا۔ حضور اکرمؐ اسلام کے ہمہ گیر انقلاب کے ساتھ پورے معاشرے کو تبدیل کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا عربوں کی وہ اقدار جو اخلاقی اور روحانی معیار پر پوری نہیں اترتی تھیں۔ ان کو تبدیل کرنا ضروری تھا اور اچھی اقدار کو برقرار رکھنا مقصود تھا۔ ایسے حالات میں یکسر تبدیلی کی بجائے بتدریج تبدیلی کا اصول اپنایا گیا۔ عہدِ نبویؐ کا معاشرہ ایک ترقی پذیر معاشرہ تھا۔ جس میں آئے دن خداوند کریم کی رہنمائی میں نئے نئے تقاضوں سے نپٹنے کے لئے تجربات ہو رہے تھے۔ جس کا مقصد رہتی دنیا تک انسانیت کو ایک مکمل ضابطۂ حیات دینا تھا۔ اس لئے عہدِ نبویؐ کے مروجہ نظامِ تعلیم میں کسی مخصوص عمر، درجہ یا گروہ

• کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لئے نصاب مقرر نہیں تھا۔ بلکہ ان سرگرمیوں میں ہر عمر اور ہر قسم کے مسلمان شامل تھے۔ تاہم تعلیم و تدریس کے عمل میں نفسیاتی پہلو کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا تھا۔

مخصوص نصابی سرگرمیوں میں مسلمانوں کے لئے قرآن و حدیث کی تعلیم، تجوید القرآن، فقہ۔ علم سیرت اور علم الانساب شامل نصاب تھے۔ جب اسلامی ریاست کے سفارتی اُمور کو نپٹانے کی ضرورت پڑی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر ملکی زبانیں سیکھنے کا حکم بھی دیا۔ حضرت زید بن ثابتؓ کو عبرانی زبان سیکھنے کا حکم ملا۔ اور اسی طرح دوسرے مسلمانوں نے غیر ملکی زبانیں سیکھیں اور ان ممالک میں تبلیغ اسلام کو جاری رکھا۔" یثرب میں یہودیوں کی ایک ایسی درس گاہ جس کا نام بیت المدارس تھا۔ رسولِ خُدا کی ہجرت کے وقت بھی موجود تھی۔ اس دانش گاہ سے رسول اللہؐ نے مسلمانوں کو عبرانی اور دیگر علوم سیکھنے کا حکم دیا تھا۔[1]

خوش نویسی (تحریر) مسلمانوں کے نصاب میں شامل تھی۔ حضرت سعید بن العاصؓ بڑے خوش نویس تھے۔" اصحاب صفہؓ" کو جو تعلیم دی جاتی تھی اس میں لکھنا بھی شامل تھا۔ چنانچہ حضرت عبادہ بن الصامتؓ قرآن مجید کے ساتھ لکھنے کی تعلیم بھی دیتے تھے۔[2] علم کے مختلف میدانوں میں بعض صحابہ کرامؓ نے کمال حاصل کیا۔ اور وہ دوسرے لوگوں کو تعلیم دیتے تھے۔ رسول اللہؐ نے قرآن کے چار بڑے معلمین کو علم کی سند عطا فرمائی۔ ان میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔

---

[1] اسلامی تعلیم نومبر دسمبر ۱۹۷۲ء صـ۳۷ [2] سیرت النبیؐ جلد دوم صـ۹۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابی بن کعبؓ ۔ سالم مولیٰ حذیفہؓ اور معاذ بن جبل انصاریؓ شامل ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو قرآن کے علاوہ حدیث سکھانے اور احکامات سے استنباط کرنے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی[1]

عہد نبویؐ کے نظام تعلیم میں نصاب تعلیم لچکدار تھا۔ جس قسم اور جس وقت کے حالات اور تقاضے سامنے آتے تھے۔ ان کے مطابق ان کے حل تلاش کرنے کا طریق کار وضع کر لیا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر گھوڑے اس وقت نہایت جنگی اہمیت رکھتے تھے۔ اس لئے گھڑ سواری اور دوڑ کی مشقیں کی جاتی تھیں۔ ان کے باقاعدہ مقابلے ہوتے تھے۔ سکھلائے ہوئے گھوڑے الضاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑائے جاتے تھے۔ جنگی حالات کے پیش نظر اسلحہ سازی کی تربیت بھی دی جاتی تھی۔ رسول اللہ نے منجنیق۔ دبابہ اور دیگر قلعہ شکن آلات کی تعلیم کے لئے چند صحابہؓ کو حبش بھیجا۔ اس طرح جنگی ہتھیار بنانے کے کارخانے لگوانے کے لئے ماہرین کو یمن وغیرہ بھیجا۔ جنگ خندق میں خندق کی کھدائی کے سلسلہ میں مسلمانوں نے حضرت سلمان فارسیؓ کے تجربات اور علم سے فائدہ اٹھایا۔ تربیت جسمانی کیطرف خاص توجہ دی جاتی تھی۔ پیراکی اور نشانہ بازی بھی شامل نصاب تھی۔

ڈاکٹر محمد سید اللہ عہد نبویؐ کی نصابی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "نصاب کا مسئلہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں پوری صحت کے ساتھ بیان کرنا دشواری سے خالی نہیں۔ ہمارے پاس جو مختلف اور محدود مواد ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر جگہ ایک ہی نصاب جاری نہ تھا۔ معینہ کتب کو پڑھانے کی جگہ معینہ معلم کے

---

[1] اسلامی تعلیم نومبر دسمبر ۱۹۷۲ء / صفحہ ۴۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پاس لوگ جانتے اور جو کچھ پڑھا سکتا۔ اس سے پڑھتے۔ بہرحال اتنا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و سنت کے ہمہ گیر نصاب کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ نشانہ بازی۔ پیراکی۔ تقسیم ترکہ کی ریاضی۔ مبادی طب۔ علم ہیئت۔ علم الانساب اور علم تجوید القرآن کی تعلیم دی جایا کرے۔[1]

نصابِ تعلیم کی ان چند مخصوص سرگرمیوں سے قطع نظر رسولؐ اللہ کی صحبت اور روزمرہ کا پاکیزہ ماحول ایک درس گاہ کی مانند تھا۔ اور اس کی جامعیت اور وسعت کا کمال یہ تھا۔ کہ اس میں داخلہ کے لئے امتیازِ رنگ ونسل۔ ملک و وطن اور زبان و لہجہ کا سوال نہ تھا۔ بلکہ وہ دنیا کے تمام خانوادوں۔ تمام قوموں۔ تمام ملکوں اور تمام زبانوں کے لئے عام تھی۔ درس گاہ محمدیؐ کے جو درس نتائج برآمد ہوئے اُن سے دنیا آگاہ ہے۔ رسولؐ اللہ کے فیضانِ نظر اور آپؐ کے مکتب کی کرامت یہ تھی کہ اس میں زندگی کے ہر شعبہ میں ایسے نابغہ روزگار اشخاص تربیت یافتہ ہوئے۔ جنہوں نے دنیا کی تقدیر کو بدل ڈالا۔ سید سلیمان ندوی کے الفاظ میں

"عقلائے روزگار اور اسرارِ فطرت کے محرم دنیا کے جہانبان اور ملکوں کے فرمانروا اس درس گاہ سے تعلیم پاکر نکلے ہیں۔ ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ عمر فاروقؓ ہیں۔ عثمانِ غنیؓ ہیں۔ علی المرتضیٰؓ ہیں۔ اور معاویہ بن ابی سفیانؓ ہیں جنہوں نے مشرق و مغرب تک، افریقہ سے ہندوستان کی سرحد تک فرمانروائی کی۔"[2]

دوسری طرف خالد بن ولیدؓ۔ سعد بن ابی وقاصؓ۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ۔

---

[1] عہد نبویؐ میں نظامِ تعلیم ص۱۶-۱۷ [2] خطباتِ مدراس ص۱۰۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن العاص رضؓ جیسے نامور فاتح اور سپہ سالار ہیں۔ جنہوں نے چند سالوں میں
مشرق و مغرب کی عظیم عالمی سلطنتوں کے مرقع الٹ دیئے۔ باذان بن ساسان رضؓ
(یمن)، خالد بن سعید رضؓ (صنعا) مہاجرین اُمیہ رضؓ (کندہ) زیاد بن لبید رضؓ (حضرموت)
عمرو بن حزم رضؓ (نجران) یزید بن سفیان رضؓ (تیما) علاء بن حضرمی رضؓ (بحرین)
جیسے ماہر منتظم اور خدا ترس گورنر جنہوں نے صوبوں اور شہروں کی کامیاب
حکومت کر کے خلقِ خدا کو آرام و آسائش اور عدل و انصاف سے متعارف کرایا۔
علماء اور فقہا کی صف میں عمر بن خطاب رضؓ۔ علی بن ابی طالب رضؓ۔ عبداللہ بن
عباس رضؓ۔ عبداللہ بن مسعود رضؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ ابن العاص۔ حضرت عائشہ رضؓ۔
حضرت اُمّ سلمہ رضؓ۔ ابی بن کعب رضؓ۔ معاذ بن جبل رضؓ۔ زید بن ثابت رضؓ اور ابن زبیر رضؓ
جیسے جلیل القدر اصحاب شامل ہیں[1]۔

اسی طرح اربابِ روایات و تاریخ کی صف میں حضرت ابوہریرہ رضؓ۔ حضرت ابو
موسیٰ اشعری رضؓ۔ حضرت انس بن مالک رضؓ۔ حضرت ابو سعید خدری رضؓ۔ حضرت عبادہ بن صامت رضؓ
حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ اور حضرت براء بن عازب رضؓ وغیرہ سینکڑوں اصحاب شامل ہیں۔
جہاندیدہ، بہادر اور اہل الرائے مدبرین کی جماعت میں حضرت طلحہ رضؓ۔ حضرت زبیر رضؓ
حضرت مغیرہ رضؓ۔ حضرت مقداد رضؓ۔ سعد بن معاذ رضؓ۔ سعد بن عبادہ رضؓ۔ اسید بن حضیر رضؓ۔ اسعد
بن زرارہ رضؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ جیسے نابغہ روزگار اشخاص شامل ہیں[2]۔

---

[1] خطباتِ مدراس ص ۱۰۷ [2] خطباتِ مدراس ص ۱۱۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

درس گاہیں

یہ بات ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ عہدِ نبویؐ میں تعلیم کو عام کرنے کی جتنی بھی کوششیں کی گئی ہیں وہ صرف ابتدائی نوعیت کی تھیں۔ تاہم علوم و فنون کے حصول میں ترغیب اور اس کی فرضیت و اہتمام کی جو بنیادیں رکھی گئیں وہ دُور رس نتائج کی حامل تھیں۔ جس پر آگے چل کر ایک ایسے نظامِ تعلیم کی بنیاد پڑی جس سے نہ صرف مسلمانوں کو فائدہ پہنچا بلکہ غیر مسلم اقوام بھی بہرہ ور ہوئیں۔ مسلمانوں کی آئندہ نسلوں نے علم و فن میں جو گرانقدر اضافے کئے ان کا اجمالاً ذکر تعلیمی انقلاب کے عنوان کے تحت گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

عہدِ نبویؐ میں رسمی درسگاہوں کے حوالے سے جب تاریخی جائزہ لیا جاتا ہے تو یہ بات سامنے آتی ہے۔ کہ اسلامی نظامِ تعلیم میں مسجد کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اور "صفہ" کی درسگاہ کے علاوہ کسی رسمی درسگاہ کی نشاندہی مشکل ہے۔ مسجد ہی ایک ایسا مقام تھا جو سیاسی۔ ثقافتی اور تعلیمی سرگرمیوں کا محور رہا ہے۔ تاہم "صفہ" کی درسگاہ کو ایک رسمی اقامتی یونیورسٹی کی حیثیت حاصل ہے۔ جہاں عقائد۔ شہریت اور اخلاق کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اور اس میں زیادہ تر وہ لوگ قیام کرتے تھے جو دنیاوی تعلقات سے آزاد ہو کر شب و روز زہد و عبادت اور زیادہ تر خدمتِ علم میں مصروف رہتے تھے۔

"اس وقت کی اصطلاح میں ان طالبانِ علم کو قراء کہتے تھے۔ چنانچہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں ہر جگہ یہی نام آیا ہے"[1]

عہد نبوی ﷺ کی اس اقامتی درسگاہ میں داخلہ کی چند مخصوص شرائط بھی تھیں۔ جن پر باقاعدہ عمل کیا جاتا تھا۔" کتب سیر میں لکھا ہے۔ کہ ان لوگوں میں سے جب کوئی شادی کر لیتا تھا۔ تو اس جماعت سے نکل جاتا تھا۔ اور ان کی بجائے دوسرے لوگ داخل ہو جاتے تھے"[2]

صفہ کی درسگاہ نہ صرف تعلیمی درسگاہ تھی بلکہ ایک تربیتی مرکز بھی تھا۔ طالبان علم کے علمی شغف کے راستے میں ان کی ناداری حائل نہیں ہوتی تھی۔ اور نہ وُہ ریاست یا عوام پر بارِ گراں تھے۔ بلکہ وہ اپنے اخراجات کے خود کفیل ہونے کے ساتھ ساتھ خیرات اور اساتذہ کی خدمت بھی کرتے تھے۔ ذیل کے اقتباس سے اُن کی تدریسی زندگی کا اندازہ ہوتا ہے:۔

" اصحاب صفہ اگرچہ اس قدر مفلس اور نادار تھے کہ کسی کے پاس ایک کپڑے سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔ جس کو گردن سے باندھ کر گھٹنوں تک چھوڑ دیتے تھے۔ کہ چادر اور تہبند دونوں کا کام دیتا تھا۔ تاہم یہ لوگ پاؤں توڑ کر نہیں بیٹھتے تھے۔ بلکہ جنگل میں جا کر لکڑیاں چُن لاتے تھے۔ ان کو بیچ کر آدھا خیرات کر دیتے تھے۔ اور آدھا اخوانِ طریقت میں تقسیم ہوتا تھا۔ اس بنا پر تعلیم و تدریس کا وقت رات کو مقرر کیا گیا بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس درسگاہ کے معلّم، حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جو مشہور صاحب علم تھے۔ اور جن کو

---

[1] سیرت النبی ﷺ جلد دوم ص ۸۹

[2] سیرت النبی ﷺ جلد دوئم ص ۸۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ نے اپنے خلافت کے زمانے میں تعلیم فقہ اور قرآن کے لئے فلسطین بھیجا تھا۔ ابوداؤد میں حضرت عبادہ بن الصامتؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے چند لوگوں کو قرآن مجید اور لکھنے کی تعلیم دی۔ اس کے صلہ میں مجھ کو ایک شخص نے کمان صلہ میں دی۔[۱]"

صفہ کی درسگاہ ایک اقامتی نوعیت کی تھی۔ جہاں تعلیم و تدریس کا حلقہ قائم تھا۔ لیکن عہدِ نبویؐ میں حصولِ علم کا دائرہ وسیع تھا۔ جہاں لوگ اہلِ علم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔ "بعض روائیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ درسگاہ صفہ کے علاوہ بھی کوئی جگہ تھی جہاں اصحابِ صفہؓ رات کو تعلیم پاتے تھے۔ مسند امام احمد بن حنبلؒ میں ہے کہ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اصحاب صفہؓ میں سے ستّر اشخاص رات کو ایک معلّم کے پاس جاتے تھے اور صبح تک درس میں مشغول رہتے تھے۔[۲]" صفہ کی رسمی درسگاہ کے علاوہ ڈاکٹر حمید اللہ نے ایک اور درس گاہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو "دار القراء" کے نام سے مشہور تھی اور جو ۲ھ میں مخرمہ بن نوفل کے مکان میں قائم ہوتی تھی۔[۳]"

اسلامی ریاست میں مدینہ کو مرکزیت حاصل تھی۔ کیونکہ حضور اکرمؐ کا مستقل قیام مدینہ میں تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ تعلیم کا مرکز بھی مدینہ ہی تھا۔ ابتدائی عہد میں دوسرے قبائل عرب میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ اس لئے مرکز کی حفاظت کے لئے زیادہ مسلم آبادی کی ضرورت تھی۔ اور مسلمانوں کو تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور کرنا بھی مقصود تھا۔ آبادی اور تعلیمی اشاعت کے مسئلے

۱؎ [سیرت ال]نبیؐ جلد دوئم ص ۹۱-۹۰ ۲؎ سیرت النبیؐ ص ۹۱-۹۰ ۳؎ ترجمان القرآن : ۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے نپٹنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باہر کے مسلمان قبائل کو مدینہ میں آباد ہونے کی ترغیب دی۔ اس لئے بہت سے بیرونی قبائل آکر مدینہ میں آباد ہو گئے۔ حضور اکرمؐ کی اس ترغیب سے مدینہ کی آبادی میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور لوگوں نے اپنے محلوں میں مسجدیں بنالیں۔" اس بنا پر عرب کے بہت سے خاندان اپنے گھروں سے ہجرت کر کے مدینے چلے آئے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ آئے تو انہی اشخاص کو ساتھ لے کر آئے اور مدینہ میں آباد ہوئے۔ خلاصۃ الوفا سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں جہینہ وغیرہ قبائل کی الگ الگ مسجدیں تھیں۔ یہ وہی قبائل تھے جو ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے اور چونکہ مسجد نبویؐ سب کے لئے کافی نہ تھی اس لئے الگ الگ مسجدیں بن گئی تھیں۔"[1]

مدینہ میں آبادی کی کثرت سے تعلیم و تبلیغ کا دائرہ بھی وسیع ہو گیا۔ اور مسلمانوں کو مسجد نبویؐ کے علاوہ بھی مساجد تعمیر کرنا پڑیں جن میں تعلیم و تدریس کا کام بھی ہوتا تھا۔" ابو داؤد نے کتاب المراسل میں سند لکھا ہے کہ صرف مدینہ کے اندر آپؐ کے زمانہ میں نو مسجدیں تھیں۔ جہاں الگ الگ جماعتیں ہوتی تھیں۔

(۱) مسجد بنی زریق	(۲) مسجد بنی غفار	(۳) مسجد اسلم
(۴) مسجد جہینہ	(۵) مسجد بنی عمرو	(۶) مسجد بنی ساعدہ
(۷) مسجد بنی عبید	(۸) مسجد بنی سلمہ	(۹) مسجد بنی رایح

ان کے علاوہ متفرق روایات میں مختلف قبائل کی بیس[2] اور مساجد کا پتہ چلتا ہے۔[2] تاہم مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی کثرت آبادی اور مختلف مساجد میں تعلیم و تعلّم کی

---

[1] سیرت النبیؐ جلد دوم ص ۸۸-۸۹ [2] سیرت النبیؐ جلد دوم ص ۹۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موجودگی نے مسلمانوں کو تعلیم کے اصل منبع یعنی مسجد نبوی سے منقطع نہیں کر دیا تھا۔ بلکہ مسلمان اپنی جملہ مصروفیات کے باوجود حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ اور براہِ راست مستفید ہوتے تھے۔ اس سلسلے میں بعض صحابہؓ نے ایک خاص طریق کار اپنایا ہوا تھا۔ جس کی شہادت حضرت عمرؓ کے اس بیان سے ملتی ہے۔

"حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ میں اور میرا انصاری پڑوسی جو بنی امیہ بن زید میں سے تھا اور یہ قبیلہ مدینہ کے اوپر والے دیہات میں ہے۔ ہم دونوں یکے بعد دیگرے نوبت بہ نوبت حضورؐ کی خدمت میں آتے۔ ایک روز وہ آتا اور ایک روز میں خدمتِ نبویؐ میں آتا۔ جب میں آتا تو اس دن کی ساری خبریں وحی اور غیر وحی کی اسے پہنچاتا۔ اور جب وہ آتا۔ تو وہ ایسا ہی کرتا"[1]

www.KitaboSunnat.com

مقامی نوعیت کی ان درس گاہوں کے علاوہ اسلامی تعلیمات کی تدریس کا ایک طریق کار تبلیغی بھی تھا۔ مختلف قبائل عرب کی دعوت پر بعض اوقات سفیر اور بعض اوقات وفود بھیجے جاتے تھے۔ "مدینہ منورہ میں آکر اسلام نے امن و امان کی سانس لی تو آنحضرتؐ نے نومسلموں کی تعلیم کے لئے جو اطراف مکہ سے دارالسلام آتے تھے نیز ملک کے مختلف گوشوں سے اسلام کی تبلیغ کے لئے ایک جماعت قائم کی۔ جس کا نام عام طور پر اصحاب صفہ مشہور ہے۔ اس میں بعض اوقات ستّر سے زیادہ آدمی داخل رہتے یہ لوگ ملک میں اسلام کی دعوت کے لئے بھیجے جاتے تھے جو نومسلموں کو تعلیم دیتے تھے۔ واقع رجیع میں جو ستّر صحابہ داعی اور مبلغ راہ میں بیدردانہ

---

[1] حیاۃ الصحابہؓ (جلد سوئم) صـ ۲۲۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قتل ہوئے تھے وہ اس جماعت کے ارکان تھے۔[1] یہی وجہ ہے کہ شروع شروع میں تبلیغی طریق کار میں مسلمانوں کو بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔ قبائل عرب دعوتِ تبلیغ دے کر دھوکے سے مسلمانوں کو قتل کر دیتے تھے۔ اس سلسلے میں کئی جانکاہ واقعات پیش آئے۔ جس میں بہت سے صحابہؓ نے جامِ شہادت نوش کیا۔

"واقعہ رجیع میں ستر صحابہؓ کا مارا جانا واقعہ بیر معونہ میں چھ یا دس داعی مسلمانوں کا قتل ہونا۔ سریہ ابن ابی العوجا میں پچاس مسلمانوں کی شہادت کا واقعہ ذات الجلاح میں چودہ داعی صحابہؓ کا تیروں سے مارا جانا۔ عروہ بن مسعود ثقفیؓ کا تیروں سے چھد جانا۔ اس دعویٰ کی شہادت ہے۔"[2]

تعلیم و تبلیغ کے اس مہنگے طریق کار کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سلسلہ جاری رکھا۔ حتیٰ کہ قبائل عرب پر اسلام کی دھاک بیٹھ گئی۔ اور ان مبلغین اسلام نے وقتاً فوقتاً چار دانگ عرب میں پھیل کر اسلام کی دعوت کو پھیلایا۔ جس کے نتیجہ میں تمام عرب میں اسلام کا ڈنکا بجنے لگا۔ اصحاب صفہؓ کے علاوہ وہ اکابر صحابہؓ جو وقتاً فوقتاً مختلف ملکوں۔ بادشاہوں۔ قوموں اور قبیلوں میں اسلام کی دعوت لیکر پھیلے احادیث و سیر کی کتابوں میں ان کے نام متفرق طور پر ملتے ہیں۔ سید سلیمان ندوی نے تھوڑی سی کوشش سے اس قسم کے پینتیس صحابیوںؓ کے نام جمع کئے ہیں۔ جنہوں نے از خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اس فرض کو انجام دیا۔ ان کے نام یہ ہیں:۔

حضرت ابوذر غفاریؓ۔ حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ۔ حضرت جعفر طیارؓ۔ حضرت

---

[1] سیرت النبی جلد چہارم ص ۳۷۱ [2] سیرت النبیؐ جلد چہارم ص ۳۷۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن عبد سلمیؓ۔ حضرت ضماد بن ثعلبہؓ۔ حضرت خالد بن ولیدؓ۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ۔ حضرت مہاجر بن ابی اُمیہؓ۔ حضرت زیاد بن لبیدؓ۔ حضرت خالد بن سعیدؓ حضرت عدی بن حاتمؓ۔ حضرت علاء بن حضرمیؓ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ۔ حضرت معاذ بن جبلؓ۔ جریر بن عبد اللہ بجلیؓ۔ دحیۃ الکلبیؓ۔ عمرو بن اُمیہ ضمریؓ۔ جعفر بن شعبہؓ عمر بن العاصؓ۔ دلبر بن تحنیسؓ۔ عروہ بن مسعود ثقفیؓ۔ عامر بن شہرؓ۔ منقذ بن حبانؓ ثمامہ بن آثالؓ۔ محیصہ بن مسعودؓ۔ احنف ابو زید انصاریؓ۔ عمرو بن مرہؓ۔ عیاش بن ربیع مخزومیؓ۔ واثلہ بن اسقعؓ۔ عبد اللہ بن حذافہؓ۔ حاطب بن ابی بلتعہؓ۔ سلیط بن عمر بن عبد شمسؓ۔ اور شجاع بن وہب اسدیؓ۔

ان ہی مبلغوں۔ داعیوں اور قاصدوں کی پکار تھی کہ جس نے یمن۔ بحرین۔ حجاز۔ نجد غرض پورے عرب کو بیدار رکھا۔ اور عرب کے باہر ایران۔ شام۔ مصر اور حبش ہر جگہ اسلام کا پیغام پہنچ گیا[1]۔

---

[1] سیرت النبیؐ جلد چہارم ص ۳۷۱-۳۷۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعلیم کے اصُول

ارشادِ خداوندی ہے کہ :-

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ (آل عمران - آیت ۱۶۴)

ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا۔ جبکہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ جو ان کو اس کی آیتیں سناتا ہے۔ اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

مذکورہ بالا آیات میں خداوند کریم نے مومنوں پر جس امر کا احسان جتایا ہے اس کی روشنی میں بعثتِ نبویؐ کے مقاصد کی توضیح ہوتی ہے۔ اور ایک نبی کی ذمہ داری اور اس کی تفویض کا اشارہ بھی ملتا ہے۔ کہ دنیا میں ایک نبی آکر کیا کیا کام سرانجام دیتا ہے۔ اس آیتِ مبارکہ کی روشنی میں ان مقاصد کی تعین یوں کی جاسکتی ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھنا اور ان کو سکھانا۔

(۲) ان آیات کی توضیح و تشریح کرنا۔

(۳) شرک اور بدعتوں سے تزکیہ کرنا۔

(۴) کتاب اور حکمت کی تعلیم باہم پہنچانا۔

ان مقاصد کی روشنی میں آپ کی تعلیم کے ان اصولوں کی نشاندہی کی جا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جاسکتی ہے۔ جن کو آپ نے اپنی قولی اور عملی زندگی میں اپنایا۔ اور رسالت اور نبوت کا پیغام ہر خاص و عام کو پہنچایا۔ اور ایک معلّم اور ماہر تعلیم کی حیثیت سے اس مفوضہ مشن کو بطریق احسن نبھایا۔

(۱) تعلیم کی ہمہ گیری رسول اللہؐ اور دوسرے انبیاءؑ میں بنیادی فرق یہ ہے۔ کہ پہلے انبیاءؑ کے پیغام کی وسعت محدود تھی۔ ان کو کسی ایک قوم ایک گاؤں یا ایک ایک ملک کی اصلاح کا کام تفویض ہوتا تھا۔ لیکن آپؐ کی تعلیم کا مخاطب بنی نوع انسان ہے۔ جس میں زمانی و مکانی بُعد ہرگز حائل نہیں۔ لہٰذا آپ کی تعلیم ہمہ گیر ہے۔ اور آپؐ کی تعلیم کا مقصد عوام و خواص دونوں کی تعلیم و تربیت کرنا ہے۔ اس لئے ایک ہی طریق اپنایا گیا۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ کچھ زیادہ استعداد کی حامل طبیعتیں اپنی خداداد صلاحیتوں کے پیش نظر اپنا مقام پیدا کر سکتی ہیں۔ آپؐ کی تعلیم صرف قریش اور اہل حجاز کے لئے نہ تھی۔ بلکہ آپؐ کے مخاطب حضرت بلالؓ، حضرت زیدؓ اور حضرت عثمانؓ بھی تھے۔ اور آپ کی تعلیم اہل روم اور اہل فارس کے لئے بھی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ یٰٓاَیُّھَا النَّاس کے تخاطب کا انداز بھی موجود ہے۔ اسی طرح آپ کے مختلف بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط اور اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے جو دوسرے انداز اپنائے گئے اس کے ثبوت میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔

(۲) ہمہ پہلو تربیت کو سامنے رکھنا آپؐ کی تعلیمات کا دوسرا اصول جو سامنے آتا ہے۔ وہ یہ کہ تعلیم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا مقصد صرف عقائد کی درستی اور چند اعمال کی تربیت نہیں ہے۔ بلکہ انسان کی زندگی کے ہر پہلو کی تربیت مقصود ہے۔ جس پر ہر انسان خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔ بڑا ہو یا چھوٹا۔ جوان ہو یا بوڑھا۔ باپ ہو یا بیٹا جہاں ہو جس حیثیت کا حامل ہو۔ اس کے اعمال و عقائد، اخلاق و اطوار اس کے فرائض و حقوق غرضیکہ ہر پہلو کی اصلاح و تربیت کرنا مقصود ہے۔ چنانچہ اسلامی تعلیمات میں انسانی زندگی کا کوئی ایسا پہلو اوجھل نہیں۔ جس کے لئے راہنمائی باہم نہ پہنچائی گئی ہو۔

(۳) تدریج تبدیلی کا اصول

یہ امر واقع ہے کہ ہمیشہ ہدایتِ خداوندی کا سورج ایسے معاشرہ میں طلوع ہوا۔ جو ظلمت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب چکا ہو۔ اس میں نسبتاً دوسرے معاشرہ کے بگاڑ زیادہ ہو۔ اور اس میں اخلاقی اور معاشرتی برائیاں گہری جڑیں پکڑ چکی ہوں۔ ایسی صورت میں یکسر تبدیلی مشکل ہوتی ہے۔ عرب معاشرہ بعثتِ نبویؐ کے وقت ایسی ہی صورتِ حال سے دوچار تھا۔ اس لئے تدریج تبدیلی کے اصول کو اپنایا گیا۔ چند بنیادی عقائد کو چھوڑ کر عام معاشرتی برائیوں کی تبدیلی تدریج عمل میں آئی۔ شراب کی حرمت۔ کھانے پینے۔ لباس و رہائش۔ عادات اور رسومات وغیرہ یکسر نہیں بدلے بلکہ پہلے سارے معاشرہ کو مدِنظر رکھتے ہوئے جو بات اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف نظر آئی اس کو بدل دیا۔ اور جو اس کے مطابق ہوئی۔ باقی رہی۔ اور جو باتیں کچھ خلاف اور کچھ موافق ہوں۔ ان میں ترمیم کی گنجائش رکھی گئی۔ احکام کے تدریجی ارتقاء کے سلسلے میں ایک پہلو یہ بھی محلِ نظر تھا کہ اسلام کی تعلیم صرف عربوں کے لئے نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر انقلاب تھا جس کی تعلیمات کے مخاطب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ساری انسانیت تھی۔ سب سے بڑا نکتہ احکام کے تدریجی اصول میں یہ تھا کہ ان سے مقصود عربوں کو صرف بتا دینا نہیں تھا۔ بلکہ عملاً ان کی زندگی میں ان پر کاربند بنا دینا تھا۔ اس لئے نہایت آہستہ آہستہ ترتیب کے ساتھ ان کو آگے بڑھایا گیا۔ اس نکتہ کو حضرت عائشہؓ نے نہایت خوبی سے بیان فرمایا ہے۔ کہ پہلے عذاب وثواب کی آیتیں نازل ہوئیں۔ جب دلوں میں استعداد اور رغبت پیدا ہو گئی تو احکام نازل ہوئے۔ ورنہ پہلے ہی دن اگر یہ حکم نازل ہوتا کہ شراب نہ پیو تو کون مانتا۔[1]

(۴) سیدھی اور صاف تعلیم مبتدی کے عقل وفہم کے مطابق بات کرنا تعلیم کا مسلمہ اصول ہے۔ مراقبہ اور مجاہدہ سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ انبیاء کے خطاب کا موضوع نہیں ہوتا۔ ان کے خطاب کا انداز ایسا ہوتا ہے کہ وہ کم سے کم فہم وادراک رکھنے والے ذہن میں بھی آسکے۔ البتہ ان کی گفتگو میں ایسے اشارات بھی ملتے ہیں جو بلند عقل وشعور کے حامل لوگوں کے لئے ہوتے ہیں۔ عام طور پر یہ انداز نہایت سادہ اور صاف ہوتا ہے۔ آپؐ کی تعلیم کا انداز ان جملہ خوبیوں سے متصف تھا۔ آپؐ لوگوں کو ایسے راستے بتاتے ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ اور ان سے منع فرمایا جو خداوند کریم کی ناخوشی کا سبب بنتے ہیں۔ آپ نے ان جملہ احکام کو سمجھاتے وقت پُر پیچ مصلحتوں سے احتراز فرمایا۔

(۵) عملی نمونہ پیش کرنا ارشادِ خداوندی ہے کہ ایسی بات مت کہو جس پر تم عمل نہیں کرتے۔ تعلیم وتدریس کے عمل میں بھی زبانی جمع خرچ کے اثرات اتنے دیرپا نہیں ہوتے جتنا عملی طور پر پیش کئے گئے اعمال کا

---

[1] سیرت النبیؐ جلد دوم صـ۱۰۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمونہ گہرے نقوش ثبت کرتا ہے اور خصوصاً اخلاقی اور معاشرتی تعلیم کا بہتر اور مؤثر ذریعہ عمل کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ رسولِ خدا نے اس اصول کے تحت اپنی زندگی کو نمونہ بنا کر پیش کیا۔ جس کا خداوند کریم نے بدیں الفاظ میں بیان فرمایا:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب۔ ۲۱)

(بے شک تمہارے لئے رسولِ خدا (کے کردار) میں بہترین نمونہ ہے)

اس طرح خداوند کریم نے رسول خدا کی اتباع کو اپنی اتباع قرار دیا اور ارشاد فرمایا:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا) اخلاق کی عملی صورت کا نام خلق (اخلاق) ہے قرآن کے الفاظ ہیں اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ○ بیشک تمہارا اخلاق بہت اعلیٰ ہے) حضور اکرمؐ اخلاق کے لحاظ سے نہایت بلند انسان تھے۔ جو کچھ قرآن میں تھا۔ وہ سب کچھ مجسم ہو کر آپ کی زندگی میں نظر آیا۔ حضرت عائشہؓ نے کیا خوب فرمایا كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن (ابوداؤد) یعنی آپؐ کے اخلاق (مجسم) قرآن تھے)

گویا اپنی تعلیمات کا مکمل اور اکمل نمونہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات تھی۔ جس کے پیش نظر اسلام کی تعلیمات کی نہ صرف ترویج ہوئی بلکہ جس کسی نے بھی آپ کو دیکھا اس کے دل میں اسلام واضح ہو گیا۔ عمل اور عقیدہ کی پختگی کا بہترین ذریعہ آپؐ کی ذات تھی۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ آپؐ کی سیرت کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ آپؐ نے بحیثیت پیغمبر کے اپنے پیروؤں کو جو نصیحت فرمائی اس پر سب سے پہلے خود عمل کر کے دکھایا۔[1]

---

[1] خطبات مدراس ص ۱۳۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طریقہ ہائے تعلیم

تعلیم و تدریس کے عمل میں طریق تعلیم کو خاصی اہمیت حاصل ہے۔ کسی علم کی تعلیم دیتے وقت متبدیوں کو مؤثر انداز میں ذہن نشین کرانے کے لئے جو سٹریٹیجی (STRATEGY) اپنائی جاتی ہے اس کو طریقۂ تعلیم کہتے ہیں۔ ہر علم کی نوعیت الگ ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی تدریس بھی انہی خطوط پر کی جاتی ہے۔ جس سے متعلم کو سمجھنے میں آسانی ہو یہی وجہ ہے کہ مختلف مضامین کی تدریس میں مختلف طریقہ ہائے تدریس عمل میں لائے جاتے ہیں۔ تاہم انسانی میلانات اور رجحانات کو مدنظر رکھنا کسی بھی طریقہ تعلیم میں نہ صرف سود مند ہوتا ہے۔ بلکہ ضروری بھی۔ جہاں تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام اور آپؐ کی تعلیمات کا تعلق ہے ان کی نوعیت ہمہ گیر ہے۔ اس لئے جس موقع پر اور جس انداز میں ضرورت محسوس ہوئی آپؐ نے اسلام کی تعلیمات کو مسلمانوں کے ذہن نشین کرانے کی کامیاب کوشش فرمائی۔ اس سلسلے میں آپؐ نے انسانی نفسیات کو مدنظر رکھ کر جو طریق کار اپنایا۔ اس کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا طریقہ ہائے تعلیم کے ذکر سے پہلے تعلیم و تدریس کے نفسیاتی پہلو پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد تعلیم و تدریس کے مروجہ طریقہ ہائے تعلیم کی روشنی میں آپ کے سوانحی مطالعہ سے اخذ کردہ طریقہ ہائے تدریس کا تفصیلی ذکر ہوگا۔

(۱) تعلیم کا نفسیاتی پہلو تعلیم و تربیت کے فن میں انسان کے فطری میلانات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رویوں اور احساسات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ آج کل تو یہ علم ایک سائنس کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ تعلیمی نفسیات جس کے بغیر تعلیم و تدریس کے عمل میں خاطر خواہ فوائد حاصل ہونے مشکل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تربیت اساتذہ کے دوران اس کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے۔ تاکہ ہر معلم اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں اس سے رہنمائی حاصل کر کے اپنے کام کو بہتر طور پر انجام دے سکے۔

تعلیمی نفسیات کو ہم موجودہ ترقی یافتہ دور میں دریافت شدہ ایک علم قرار دیتے ہیں۔ لیکن ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ آج سے چودہ سو سال (۱۴۰۰) پہلے معلم اعظم سے یہ پہلو کسی قدر مخفی نہ تھا۔ کہ تعلیم دیتے وقت مبتدیوں کی ذہنی استعداد کو ملحوظِ خاطر رکھنا کس قدر ضروری ہے۔ اس امر کی تصدیق عربی کے اس مشہور مقولے سے بھی ہوتی ہے۔ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ[۱] (لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرو) انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ کہ خوبصورت آسان اور خوش کن بات کو پسند کیا جاتا ہے۔ اس لئے معلم کا فرض ہے کہ وہ اپنے مبتدی کی عمر۔ ضروریات مزاج۔ انفرادی خصوصیات اور نفسی کیفیات کے مطابق تعلیم دے۔ تعلیم و تربیت میں طلباء کو آسانی بہم پہنچانا۔ شدائد اور مشکلات سے بچانا۔ بددلی اور مایوسی سے دور رکھنا۔ وغیرہ جیسے نفسیاتی تقاضے معلم کے پیش نظر رہنے چاہئیں۔ اس ضمن میں حضور اکرمؐ کا یہ ارشاد کتنے واضح الفاظ میں اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا[۲] (آسانیاں باہم پہنچاؤ۔ شدائد میں مبتلا نہ کرو۔ خوشخبری دو۔ متنفر نہ کرو) اس قول کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی کہ آپؐ انسان

۱؎ فن تعلیم و تربیت ص۲۰   ۲؎ فیوض الباری شرح صحیح بخاری ص۲۵۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے فطری تقاضوں سے بخوبی آگاہ تھے اور ان تقاضوں کو مدنظر رکھ کر تعلیم دیتے تھے۔ جیسا کہ اقتباس ذیل سے ظاہر ہے۔ "پند و نصائح کتنے ہی مؤثر طریقے سے بیان کئے جائیں لیکن ہمیشہ سنتے سنتے اکتا جاتا ہے۔ اور نصائح بے اثر ہو جاتے ہیں۔ اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وعظ و نصائح کی مجالس ناغہ دیکر فرمایا کرتے تھے۔ بخاری میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ ہم لوگوں کو ناغہ دے کر نصیحت فرماتے تھے۔ تاکہ ہم لوگ اکتا نہ جائیں"[1]

کتاب الخراج میں امام ابو یوسفؒ نے حضرت علیؓ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ

" دلوں کی کچھ خواہش اور میلانات ہوتے ہیں۔ اور کسی وقت وہ بات سننے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اور کسی وقت اس کے لئے تیار نہیں رہتے۔ تو لوگوں کے اندر ان میلانات کے اندر سے داخل ہو۔ اور اس وقت اپنی بات کہو جب وہ سننے کے لئے تیار ہوں۔ اس لئے کہ دل کا حال یہ ہے۔ کہ جب اس کو کسی بات پر مجبور کیا جاتا ہے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے" (بات قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے)[2]

علم نفسیات کی اصطلاح میں اس کیفیت کو "آمادگی" (READINESS) کہتے ہیں جو تعلّم کا نہایت اہم ذریعہ ہے۔ رسولؐ اللہ ذہنی آمادگی کا کس قدر خیال رکھتے تھے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت اس سلسلے کی بہترین مثال ہے۔

" ان کے زمانہ میں مسجد نبویؐ میں جو مجالس مقدسہ منعقد ہوا کرتی تھیں۔ ان کے علاوہ آپؐ وقت۔ حالات اور ماحول کے مطابق اپنے

---

[1] سیرت النبیؐ جلد دوم صفحہ ۲۳۰ ص [2] بحوالہ فن تعلیم و تربیت صفحہ ۵۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انداز تعلیم اور طرز خطابت کو بدلتے رہتے تھے۔" خطبات میں حالات متعلقہ کے تطابق کے مظاہر کا بروئے کار لانا بھی اس دلیل سے موثر قرار پایا ہے کہ نفس کی خارجی صورتِ ارتسائیہ ماحولِ نفس ہے۔ آپؐ نے جنگ کے میدان میں کمان سے ٹیک لگائے ہوئے اور مسجد میں عصا بدست علیٰ ہٰذا مطابق زمین پہ اور ممبر پر خطبہ دیتے ہیں[1]"

نفسیاتِ انسانی اور فطری تقاضوں کا آپؐ کو کس قدر احساس تھا۔ جس کا اندازہ حسب ذیل اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔" آپؐ بوقتِ ضرورت طویل خطبات بھی دیتے ہیں۔ لیکن عام طور پر آپؐ کے خطبات اور خطباتِ جمعہ اس دلیل سے مختصر ہوتے تھے کہ حالات روندہ میں ضرورتِ خاصہ کے واقع نہ ہونے کی وجہ سے اختصارِ خطاب مطابق حالات ہے۔ نیز آپؐ صبح کی نماز کے بعد خطبہ فرماتے کیونکہ صبح کی نماز کے بعد اعضائے قبول اول شعوری و عملی سے کسی حد تک فارغ کی وجہ سے "تمکین، قبولِ مضمون کے لئے زیادہ مستعد ہوتے ہیں[2]۔"

(۲) بات چیت کا طریقہ

یہ طریقۂ تعلیم معتبر سادہ اور فطری ہے اس کے لئے کسی تکلف اور اہتمام کی ضرورت نہیں۔ اسلامی تعلیمات کا بیش بہا خزانہ جو آج ہم تک پہنچا ہے۔ وہ اسی طریقہ سے پہنچا ہے۔ صحابہ کرامؓ آپؐ کی مجالس اور صحبتوں میں بیٹھ کر عقائد، شریعت اور اخلاق کی تعلیم اس طریقہ سے سیکھتے تھے اور پھر جا کر دوسروں کو سکھاتے تھے۔

---

[1] سیرت النبیؐ پر ایک محققانہ نظر جلد دوم ص۱۴۳

[2] " " " " " " " ص۱۴۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ باتوں باتوں میں بہت سی ضروری معلومات بہم پہنچا دیتے تھے۔ ان مجالس میں مقامی اور باہر سے آنے والے لوگ شامل ہوتے تھے۔ جیسا کہ اقتباس ذیل سے ظاہر ہے۔

"تعلیم و ارشاد کے مختلف طریقے تھے۔ ایک یہ کہ صحابہؓ دس بیس روز یا مہینہ دو مہینہ عقائد و فقہ کے ضروری مسائل سیکھ لیتے تھے۔ اور قبائل میں واپس جاتے اور ان کو تعلیم دیتے تھے۔ مثلاً مالک بن الحویرثؓ جب سفارت لے کر آئے تو بیس دن قیام کیا اور مسائل کی تعلیم حاصل کی۔ دوسرا مستقل طریقہ درس کا تھا یعنی لوگ مستقل طریقہ سے مدینہ میں رہتے تھے۔ اور عقائد و شریعت اور اخلاق کی تعلیم پاتے تھے۔ ان کے لئے صُفّہ خاص درسگاہ تھی۔ اور اس میں زیادہ تر وہ لوگ قیام کرتے تھے۔ جو تمام دنیاوی تعلقات سے آزاد ہو کر شب و روز زہد و عبادت اور زیادہ تر خدمتِ علم میں مصروف رہتے تھے۔"[1]

اسلام کی روز افزوں ترقی کے پیشِ نظر مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور سب لوگوں کے لئے ممکن نہ رہا کہ وہ بیک وقت آپؐ کے ارشاداتِ عالیہ سے مستفید ہو سکیں۔ تاہم اکثر اوقات آپؐ ایسے مواقع بہم پہنچاتے تھے۔ جن سے کثیر تعداد فیضیاب ہو سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلقین و تعلیم کا فیض اگرچہ سفر، حضر، خلوت، نشست و برخاست غرض ہر وقت جاری رہتا تھا۔ تاہم اس سے وہی لوگ مستفید ہو سکتے تھے جو اتفاق سے موقع پر ہوتے تھے۔ اس بنا پر آپؐ نے

---

[1] سیرت النبیؐ جلد دوم صـ۸۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعلیم وارشاد کے لئے بعض اوقات خاص کر دیئے تھے کہ لوگ پہلے سے مطلع رہیں بالخصوص زمانۂ امن میں تلقین وارشاد کا اہتمام مسجد نبویؐ میں ہوتا تھا۔ جو ہر لحاظ سے ریاستِ اسلام کا صدر دفتر تھا۔ دوسرے ملکی اور سیاسی اُمور سے قطع نظر تعلیم وتدریس کی یہ صحبتیں عموماً مسجد نبویؐ میں منعقد ہوتی تھیں۔ مسجد نبویؐ میں ایک چھوٹا سا صحن تھا۔ کبھی آپؐ وہاں نشست فرماتے۔ ابتداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہ تھی۔ باہر سے اجنبی لوگ آتے تو آپؐ کے پہچاننے میں دقت ہوتی۔ صحابہؓ نے مٹی کا ایک چھوٹا سا چبوترہ بنا دیا تھا۔ آپؐ اس پر تشریف رکھتے۔ باقی دونوں طرف صحابہؓ حلقہ باندھ کر بیٹھ جاتے[1]

گذشتہ اقتباسات میں تعلیم وارشاد کی جن مجالس کا ذکر ہوا ہے۔ ان میں عمومی طریقۂ کار یہی بات چیت کا طریقہ تھا۔ تاہم بعض اوقات دوسرے طریقے بھی عمل میں لائے جاتے تھے۔ جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

(۳) خطابت یا تقریری طریقہ (LECTURE METHOD)

فنِ تعلیم کے تاریخی مطالعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ طریقہ ہائے تدریس میں قدیم ترین تقریری طریقہ ہے۔ جو آج بھی مستعمل ہے۔ اس کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اس ترقی یافتہ دور میں جہاں METHODOLOGY OF TEACHING نے حیرت انگیز حد تک ترقی کی ہے۔ آج بھی اعلیٰ درس گاہوں میں متعین افراد کو خطیب یا لیکچرار کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ فنِ تدریس میں دوسرے

---

[1] سیرت النبیؐ جلد دوم صـ۲۲۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طریقوں کو بھی استعمال میں لاتے ہیں۔ تاہم اس کا اس طریقۂ تدریس کے ساتھ موسوم ہونا اس کی قدامت اور فن تعلیم میں اس کی نمایاں حیثیت کا بیّن ثبوت ہے۔

اس سے قبل کہ ہم اس طریقۂ تدریس کے حوالے سے نبی اکرمؐ کی تعلیمات کا جائزہ لیں۔ ایک بات پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ کہ فطرت کاملہ نے لیڈر شپ یا قیادت کے عناصر ترکیبی میں جو صلاحیتیں رکھی ہیں ان میں خطابت کا عنصر نمایاں ہے۔ دوسرے الفاظ میں کسی نوع کی قیادت کے لئے بہترین مقرر ہونا ضروری ہے۔ اپنے دعویٰ کے لحاظ سے خواہ وہ سیاسی لیڈر ہو۔ روحانی قائد ہو یا خدا کا فرستادہ رسول ہو۔ اس اصول کے پیش نظر خداوند کریم نے ہر نبی اور رسول کو اس صفت سے متصف کیا ہے کیونکہ جب تک کسی دعوت کو اچھے پیرائے میں لوگوں کے سامنے پیش نہ کیا جائے تو وہ اس کی اہمیت اور افادیت کو کیونکر سمجھ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ کی پرورش اس ماحول میں فرمائی جو ہر لحاظ سے فصاحت و بلاغت کا سرچشمہ تھا۔ آنحضرتؐ نے خوش بیان اور شیریں زبان قبائل میں پرورش پائی۔ آپؐ بنو ہاشم میں پیدا ہوئے۔ قریش میں پڑھے۔ بنو سعد میں دودھ پیا۔ لہٰذا قدرتی طور پر آپؐ تمام عربوں سے فصیح ہو گئے۔ خود آپؐ نے اپنے متعلق ایک دفعہ سب سے زیادہ فصیح ہونے کا دعویٰ فرمایا۔[1] انا اعربکم انا من قریش ولسانی لسان بنی سعد ابن ابی بکر۔ (میں تم میں سے فصیح تر ہوں۔ قریشی ہوں۔ اور میری زبان بنو سعد بن بکر کی زبان ہے)[2]

اسی طرح دوسرے ارشاداتِ گرامی اس نوع کے ہیں۔

انا افصح العرب (میں عرب میں سے فصیح تر ہوں) اور

---

[1] تاریخ ادب عربی ص ۲۰۲-۲۰۳ [2] سیرت النبیؐ پر ایک محققانہ نظر ص ۴۳۱-۴۳۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بعثت بجوامع الکلم (میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں) میں بھی اسی فصاحت و جامعیت مؤثرہ کی وضاحت ہے[1]

خطابت یا تقریری طریقہ تدریس کی کامیابی کا انحصار سراسر فصاحت و بلاغت پر ہے۔ حضور اکرمؐ اس صفت سے بدرجۂ اتم متصف تھے۔ آپؐ کی حیثیت ایک داعیٔ مذہب کی تھی۔ اس لئے آپؐ کو زندگی کے جملہ امور کی تعلیم و تلقین کرنا مقصود تھی۔ اس اہم فریضہ داری کے پیش نظر خطابت کا طریقہ موزوں تھا۔ جس کو آپؐ نے موقع اور محل کے مطابق استعمال کیا۔ "بعثت سے لے کر حجۃ الوداع تک ہر آن یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس مدت میں آپؐ کی مختلف حیثیتیں تھیں۔ اور اس کا اثر آپؐ کے طرز بیان پر پڑتا تھا۔ آپؐ داعی مذہب تھے۔ فاتح تھے۔ واعظ تھے۔ امیر الجیش تھے قاضی تھے۔ پیغمبر تھے۔ اس اختلاف حیثیت نے آپؐ کی خطابت اور زور بیان میں نہایت اختلاف پیدا کر دیا تھا۔ بلاغت کا اقتضاء بھی یہی ہے۔ آپؐ بحیثیت داعیٔ مذہب ہونے کے جو خطبہ دیتے تھے۔ اس میں زور اور جوش پیدا ہوتا تھا۔ اور اس وقت آپؐ کی حیثیت بالکل ایک امیر الجیش کی ہوتی تھی[2]

ان جملہ حیثیتوں کے پیش نظر اپنے مقصد کی تکمیل میں جو تبدیلی طرز بیان اور طریقۂ تقریر میں موجود تھی وہ بالکل وقتی تقاضوں کے عین مطابق تھی اب دیکھنا یہ ہے کہ ایک معلم کی حیثیت سے اس طریقۂ تدریس کا استعمال کس انداز

---

[1] سیرت النبیؐ پر ایک محققانہ نظر ص ۴۳۱

[2] سیرت النبیؐ جلد دوم ص ۲۳۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں ہوا ہے۔" ان حیثیتوں کے علاوہ آپؐ کی حیثیت ایک معلم اور ایک واعظ کی تھی۔ آپؐ نے اس حیثیت میں جو خطبے دیئے ہیں۔ وہ اگرچہ سادہ ہیں۔ تاہم ان میں بھی معمولی بلاغت کا اسلوب موجود ہے۔ ایک اخلاقی واعظ کے لئے پیچدار ترکیب۔ شاندار الفاظ۔ اور تشبیہ و استعارہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کو صرف سادہ الفاظ۔ واضح جملے اور مختلف ترکیبوں سے مطالب کو ذہن نشین کرانا پڑتا ہے۔ آنحضرتؐ نے اس حیثیت سے جو خطبے دیئے ہیں۔ وہ تمام تر اسی قسم کے ہیں[1]

فن تقریر یا خطابت میں سامعین کی دلچسپی اور آمادگی کے لئے برمحل واقعات تیکھی تشبیہات اور شستہ تمثیلات کا استعمال نہایت موزوں ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ نے باتیں ذہن نشین کرانے کے لئے ان کا استعمال بھی کیا ہے۔ تاہم آپؐ کے کلام کی اصل خوبی مختصر اور سادہ الفاظ میں وہ جامعیت ہے۔ جو اپنی اثر انگیزی کے لحاظ سے معجزاتی اثرات کی حامل تھی۔ اس ضمن میں جنگ حنین کے بعد مال غنیمت کی تقسیم میں نومسلموں کو ترجیح دینے پر انصار میں اضطراب کی کیفیت کو دیکھ کر آپؐ کا یہ ارشاد فرمانا۔ کہ " کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ لوگ اونٹ بکریاں لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسولؐ کو ساتھ لے کر گھر کو لوٹو" ان چند سادہ الفاظ سے انصار نہ صرف " یارسول اللہ قد رضینا[2] (اے اللہ کے رسول ہم اس تقسیم پر راضی ہیں)" پکار اٹھے۔ بلکہ انھیں اپنی اس غلطی کا اس قدر احساس ہوا کہ وہ رونے لگے۔

جامعیت کی دوسری مثال حجۃ الوداع کا وہ خطبہ ہے جو زندگی کے جملہ پہلوؤں

---

[1] سیرت النبیؐ جلد دوم صـ۲۴۲

[2] ماہنامہ "محدث" ربیع الاول ۱۳۹۲ھ صـ۳۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس قدر محیط ہے کہ اسے انسانی زندگی کا "چارٹر" کہنا بے محل نہ ہوگا

"تمہارے خون اور تمہارے مال ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جس طرح یہ آج کا دن۔ اور یہ شہر مکہ حرام ہے۔ جاہلیت کے تمام رسوم میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ جاہلیت کے تمام خون اور سود معاف ہیں سب سے پہلے میں ابن ربیعہ کا خون اور عباسؓ کا سود معاف کرتا ہوں۔ ان عورتوں کے بارے میں جو تمہارے نکاح میں ہیں۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ ان پر تمہارا حق ہے۔ کہ وہ جن لوگوں کو تم ناپسند کرتے ہو اپنے گھر میں گھسنے نہ دیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو انھیں ہلکی ہلکی مار مارو۔ اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم اُن کی خوراک اور لباس کی ذمہ داری اٹھاؤ۔ میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر اُسے مضبوطی سے تھام رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اور وہ ہے اللہ کی کتاب ــــ قرآن مجید"[1]

معلّم کی تدریس۔ واعظ کے خطاب اور قائد کی تقریر کے نتائج کا تجزیہ طالبعلموں سامعین اور پیروکاروں کے طرزِ عمل سے ہوتا ہے۔ اگر طرزِ عمل میں تبدیلی فوری نوعیت کی ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ خطاب یا تقریر نے اپنا اثر پیدا کیا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے آپؐ کی تعلیمات کی اثر انگیزی کو جانچنے کے لئے اسلامی انقلاب کی وہ ارتقائی تاریخ شاہد ہے جس نے نہایت قلیل مدت میں عرب جیسے جہالت کدہ کو علم و عرفان کا گہوارہ بنا دیا۔ تاہم آپؐ کی خطابت کی اثر انگیزی کی ایک دو مثالیں پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

---

[1] سیرت النبیؐ جلد دوم ص ۲۴۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ضماد بن ثعلبہ جو بنو ازد شنوہ کے رئیس تھے اور زمانہ جاہلیت میں آپؐ کے دوست تھے۔ انہوں نے سُنا کہ محمدؐ کو جنون ہوگیا ہے تو حاضر ہوئے اور کہا لاؤ میں تمہارا علاج کردوں تو آپؐ نے فرمایا :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ٥

یہ سُن کر ضماد بہت متاثر ہوئے تین بار پڑھوایا تا آنکہ اسی وقت دست مبارک پر بیعت کی۔ پھر فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل میں اپنے تمام قبیلے کی طرف سے بیعت کی اور تمام قبیلہ ان کی دعوت پر مسلمان ہوگیا۔[1]

ایک مرتبہ ایک قبیلہ آپؐ کی ملاقات کے لئے آیا گفتگو ہوئی تو قبیلہ کے افراد بے اختیار پکار اُٹھے۔ اے اللہ کے رسولؐ جس سرزمین پر آپؐ پیدا ہوئے ہم نے بھی وہیں جنم لیا۔ جن گلی کوچوں میں آپؐ نے پرورش پائی وہیں ہم بھی پروان چڑھے۔ جو آپؐ کی زبان ہے وہ ہماری زبان بھی ہے۔ لیکن ہماری بات میں وہ بات نہیں۔ جو آپؐ کی بات میں ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے ؟ آپؐ نے جواب میں فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَدَّبَنِيْ فَاَحْسَنَ اَدَبِيْ (میری تربیت خالق کائنات نے خود کی ہے۔ اور مجھے بولنے کا انداز اس نے خود سکھایا ہے۔[2])

آنحضرتؐ کا ہر وعظ نہایت ہی موثر ہوتا تھا۔ کہ سامعین کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوجاتے تھے۔ آپؐ کی تقریر خشک نہ ہوتی بلکہ اپنے اندر کشش اور دلچسپی کا پورا

---

[1] سیرت النبیؐ پر ایک محققانہ نظر ص ۱۴۲-۱۴۳ [2] ماہنامہ "محدث"، ص ۳۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سامان رکھتی۔ جو آپؐ کی تقریر سنتا مزید سننے کی اسے تمنا رہتی۔ سامعین پر بیخودی اور وارفتگی کا عالم طاری ہوتا۔ کہ بے اختیار پکار اُٹھتے "اے اللہ کے رسولؐ آپؐ جس انداز سے وعظ فرماتے ہیں ہمیں گمان گزرتا ہے کہ شاید یہ آپؐ کا آخری وعظ ہے۔ لہٰذا ہمیں اور سنایئے"[1]

وعظ و تلقین کی مجالس میں صحابہ کرامؓ پر آپؐ کے ارشادات کا جو اثر ہوتا تھا۔ کتب سیر اور احادیث میں اس کے کئی واقعات موجود ہیں۔ بڑے بڑے مجمعوں میں آپؐ نے جو تقاریر فرمائیں۔ ان میں غزوۂ حنین کے بعد انصار کے سامنے اور حجۃ الوداع کے موقع پر آخری خطبہ اپنی اثر انگیزی کے لحاظ سے مثالی کہے جا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ روزمرہ مجالس میں صحابہ کرامؓ کی جو کیفیت ہوتی تھی وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے۔

"ایک دفعہ حضرت حنظلہؓ خدمت اقدسؐ میں آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں منافق ہو گیا ہوں۔ میں جب خدمت اقدس میں حاضر ہوتا ہوں اور آپؐ دوزخ اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں۔ تو یہ چیزیں آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں۔ لیکن بال بچوں میں آکر سب بھول جاتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اگر باہر نکل کر بھی وہی حالت رہتی تو فرشتے تم سے مصافحہ کرتے"[2]

بعثتِ نبویؐ کے وقت عرب اخلاقی۔ مذہبی اور روحانی انحطاط کا شکار تھے۔ لیکن ساتھ ہی عربی زبان کو اس عہد میں ایک حیرت انگیز ارتقاء نصیب ہوا تھا۔ (جس کا ذکر علیحدہ باب میں آئے گا) جس کے پیش نظر عربی زبان نہایت فصیح و بلیغ زبان بن گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ عرب فصاحت و بلاغت کے دلدادہ تھے۔ ایسے ماحول میں

---

[1] ماہنامہ "محدث" صـ۳۱ [2] سیرت النبیؐ جلد دوم صـ۴۳۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فن خطابت کا معیار بہت بلند تھا بحیثیت واعظ اور خطیب آپؐ اس معیار پر پورے اترے۔ آپؐ کا کلام جن صفات کا حامل تھا اس کا اندازہ حسب ذیل اقتباس سے ہوتا ہے۔ آپؐ کا کلام بقول جاحظ "ایسا کلام تھا جس کے حروف کی تعداد کم اور معنی کی تعداد زیادہ تھی۔ جو صنعت و آورد سے بالاتر اور تکلف سے منزہ ہوتا تھا۔ اس میں فصیل کی جگہ تفصیل اور اجمال کی جگہ اجمال تھا۔ وہ بے قاعدہ۔ غریب و وحشی الفاظ سے خالی نیز بازاری اور عامیانہ الفاظ سے پاک تھا۔ الغرض لوگوں نے آپؐ کے کلام سے زیادہ مفید۔ سچا۔ مناسب و موزوں خوش اسلوب و خوش معانی۔ پُراثر دلنشین۔ آسان و زود فہم اور اپنے مطالب کو کھول کر بوضاحت بیان کرنے میں کوئی کلام ایسا نہیں سنا۔"[1]

(۴) سوال و جواب کا طریقہ

QUESTION - ANSWER METHOD

ہم آپؐ کی سیرت مطہرہ اور حیات طیبہ سے تدریس کا جو چوتھا طریقہ اخذ کر پاتے ہیں۔ وہ سوال و جواب کا طریقہ ہے۔ اس طریقہ تعلیم کی اہمیت و افادیت تعلیم و تعلم سے واسطہ رکھنے والے لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ اور یہ موجودہ دور میں بھی خصوصاً معلوماتی مواد ذہن نشین کرانے کے لئے دوسرے طریقوں سے بدرجہا مؤثر ہے۔

ہمیں یہ بات کہنے میں کلام نہیں کہ اسلامی تعلیمات کا وافر حصہ اس طریقہ تدریس کی بدولت ہم تک پہنچا۔ اس طریقہ تدریس کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ ایسے سوالات جو مبتدیوں یا مخالفین کی طرف سے کئے گئے۔ اور ان کا جواب دیا گیا ہو۔

---

[1] تاریخ ادب عربی میں ص ۳۰۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرے ایسے سوالات جن کا استفسار خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید معلومات بہم پہنچانے کے لئے صحابہ کرامؓ سے کیا ہو۔ اور پھر ان کا جواب مرحمت فرمایا ہو۔ بہر حال دونوں پہلو مقصدیت کے لحاظ سے یکساں طور پر مفید ہیں۔ اوّل الذکر کے سلسلے میں قرآنِ حکیم کی وہ آیات بطور مثال پیش کی جا سکتی ہیں۔ جن کے جواب کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصلحتاً خاموشی اختیار فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں ان کا براہِ راست جواب دیا۔ اور یہ آیات یَسْئَلُوْنَکَ سے شروع ہوتی ہیں۔ جن میں شراب۔ حرام و حلال اور روح وغیرہ کا جواب دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انسان کی معاشی، معاشرتی اور مذہبی زندگی پر محیط وہ ساری معلومات ہیں جو احادیث نبویؐ میں موجود ہیں۔ ان میں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر محرکات میں صحابہ کرامؓ کا معلومات حاصل کرنے کا وہ جذبہ اور ذوق کار فرما ہے۔ جس کے ذریعے آئندہ نسلوں کے لئے دین کے جملہ پہلو اجاگر ہوئے۔ جس کا منطقی نتیجہ یہ ہے۔ کہ آج زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے متعلق اسلام میں راہنمائی موجود نہ ہو۔ خدا کروڑ کروڑ رحمتیں فرمائے صحابہ کرامؓ پر جنہوں نے ہماری راہنمائی کے لئے معلومات فراہم کیں۔ تعلیم و ارشاد کے لئے آپؐ اس طریقۂ تدریس کی افادیت سے بخوبی آگاہ تھے۔ چنانچہ بہت سی معلومات حضورؐ اس طریقے سے ذہن نشین کراتے تھے۔ جو کچھ بتانا ہوتا پہلے اسے سوال کی شکل میں رکھتے پھر صحیح جواب ارشاد فرماتے دوسروں کو بھی آزادی سے سوالات پوچھنے کا موقع دیتے۔ البتہ لغو اور لایعنی سوالات کے لئے یا تو مناسب انداز منع فرما دیتے۔ یا صرف نظر کر جاتے۔ غیر متعلق سوال ہوتا تو بات ختم کرنے کے بعد علیحدہ سے جواب ارشاد فرما دیتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معلومات بہم پہنچانے اور مبتدیوں کے تجسس کو تحریک دینے کے لئے بعض دفعہ آپؐ عام معلوماتی سوال کیا کرتے تھے۔ جس کا ایک فائدہ یہ ہوتا تھا کہ مبتدیوں کی تحصیل کا بھی اندازہ ہو جاتا تھا۔ کبھی کبھی آپؐ خود امتحان کے طور پر حاضرین سے کوئی سوال کرتے اس سے لوگوں کی جودتِ فکر اور اصابت رائے کا اندازہ ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نے پوچھا۔ وہ کون سا درخت ہے۔ جس کے پتے جھڑتے نہیں اور جو مسلمانوں سے مشابہت رکھتا ہے۔ لوگوں کا خیال جنگل کے درختوں کی طرف گیا۔ میرے ذہن میں آیا کہ کھجور کا درخت ہوگا۔ لیکن میں کم سن تھا۔ اس لئے جرأت نہ کر سکا۔ بالآخر لوگوں نے عرض کیا حضورؐ بتائیں۔ ارشاد فرمایا "کھجور"۔ عبداللہ بن عمرؓ کو تمام عمر حسرت رہی کہ کاش میں نے جرأت کر کے اپنا خیال ظاہر کر دیا ہوتا[1]

---

[1] سیرت النبیؐ ص ۲۳۱ جلد دوم و فیوض الباری شرح صحیح البخاری ص ۲۴۱-۲۴۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کی تعلیم

قرآن وسنّت کی روشنی میں علم کی فضیلت کا پچھلی سطور میں ذکر ہو چکا ہے۔ جس کا اطلاق بلا امتیازِ جنس ہر مسلمان مرد اور عورت پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث مذکور سے واضح ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ" (مشکوٰۃ)

اس حدیث کی روشنی میں عورتوں کی تعلیم کی اہمیت بالکل واضح ہے۔ اسی طرح قاضی سلیمان منصور پوری نے ایک حدیث نقل کی ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ جس کسی کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اسے تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے اور اس کے بعد اُسے آزاد کرے۔ پھر اسے بیوی بنائے تو اس شخص کو دو چند اجر ملے گا۔[1]

مسلمان عورتوں کی تعلیم کے متعلق آپؐ کے خصوصی التفات کا یہ قول مظہر ہے۔ کہ آپؐ نے ایک دفعہ فرمایا۔ "عبداللہ مر گیا ہے۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیاں چھوڑ گیا ہے۔ اس لئے میں نے ایک بیوہ سے نکاح کیا تاکہ وہ انھیں علم وادب سکھائے۔"[2]

عہدِ نبویؐ میں اس امر کا کہاں تک اہتمام کیا گیا؟ اس سلسلے میں یہ کہنا کافی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روزمرہ زندگی میں اسلامی تعلیمات کا جو سلسلہ رائج تھا۔ اس سے عورتیں بھی برابر بہرہ ور ہو رہی تھیں۔

---

[1] رحمۃ اللعالمین جلد اوّل۔ طبع ششم ص ۳۵۵

[2] عہدِ رسالت کا نظامِ تعلیم ص ۱۱۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپؐ کی مجالس میں اور خصوصاً گھر میں عورتیں خدمت میں حاضر ہو کر غیر رسمی طور پر رشد و ہدایت پاتی تھیں۔ عورتوں کے سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا معمول یہ تھا کہ ہفتے میں ایک دن عورتوں کے خصوصی مجمع میں تشریف لے جانے اور اُن کو تعلیم دیتے اور ان کے سوالات کے جواب دیتے تھے[1]۔

عورتوں کی مخصوص عائلی تعلیم کا ذریعہ امہات المومنین تھیں۔ اور ان میں حضرت عائشہؓ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ جن کو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتہائی قرب حاصل تھا۔ اس قرب اور اپنی خداداد ذہانت و صلاحیت کی وجہ سے امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو فقہ اور دیگر اسلامی علوم نیز ادب۔ شاعری اور طبّ میں بڑا ملکہ حاصل ہو گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ

"آدھا علم عائشہؓ سے حاصل کرو۔"

گویا اسلام میں آپؓ پہلی معلّمہ تھیں۔ ازواجِ مطہرات میں حضرت حفصہؓ اور حضرت سلمہؓ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ حضرت حفصہؓ نے یہ فنّ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے شفاء بنت عبداللہ سے سیکھا تھا۔ حضرت فاطمہؓ علم قرآن و علمِ حدیث کے علاوہ فصاحت و بلاغت اور علمِ عروض میں ماہر تھیں۔ نہایت فصیح و بلیغ تقریر کرتی تھیں۔ اور اسی طرح آپؐ کی صاحبزادیاں حضرت زینبؓ بنت علیؓ اور کلثومؓ اور پوتیاں حضرت سکینہؓ اور فاطمہ صغریٰؓ بھی زیورِ تعلیم سے آراستہ تھیں[2]۔

مسلمان عورتوں کی تعلیم میں حضرت امّ المومنین حضرت عائشہؓ کا ایک خاص مقام ہے۔ خواتین کی تعلیم کے سلسلے میں حضرت عائشہؓ کے حجرے کو ایک مدرسہ کی حیثیت

---

[1] عہدِ نبویؐ کا نظامِ تعلیم صـ۱۸۔ [2] مسلم خواتین کی تعلیم۔ محمد امین زبیری صـ۱۲-۱۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حاصل تھی۔ لڑکے۔ عورتیں اور جن مردوں کا حضرت عائشہؓ سے پردہ نہ تھا۔ وہ حجرہ کے اندر آکر بیٹھتے تھے۔ اور دوسرے لوگ حجرے کے سامنے مسجد نبوی میں بیٹھتے تھے۔ دروازہ پر پردہ پڑا رہتا تھا۔ پردہ کی اوٹ میں وہ خود بیٹھ جاتیں۔ لوگ سوالات کرتے اور آپؓ جوابات دیتیں۔ کبھی کوئی سلسلہ بحث چھڑتا۔ اور استاد شاگرد اس خاص موضوع پر گفتگو کرتے۔ کبھی خود کسی مسئلہ کو چھیڑ کر بیان کرتیں اور لوگ خاموشی کے ساتھ سنتے۔ کبھی خاندان کے لڑکے اور لڑکیوں اور شہر کے یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت کرتیں۔ حج کے موقع پر بھی آپ لوگوں کی تعلیم و تربیت فرماتی تھیں۔ علم کے پیاسے دور دراز ممالک سے آتے اور آپ کے حلقہ درس میں شریک ہوتے۔ مسائل دریافت کرکے اپنے شبہات کا ازالہ چاہتے تابعین میں جو علمائے حدیث تھے۔ ان میں اڑتالیس ۴۸ عورتیں تھیں۔ وہ آپؓ ہی کے حلقہ تعلیم و تربیت سے فیضیاب ہوئی تھیں[1]۔

---

[1] مسلم خواتین کی تعلیم۔ محمد امین زبیری ص ۱۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عربی زبان —— ذریعۂ تعلیم

کسی بھی نظامِ تعلیم کے خدوخال کا تعین کرنا اس وقت تک نامکمل ہوگا جب تک کہ ہم ذریعہ تعلیم یعنی زبان کا ذکر نہیں کریں گے۔ زبان انسانی علوم و معارف کے انتقال و اتصال کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ اور اس کے بغیر علوم و فنون کی تدریس ناممکن ہے۔ ایک اچھے نظامِ تعلیم کے دور رس نتائج اسی صورت میں برآمد ہو سکتے ہیں کہ اسے ایک ترقی یافتہ زبان کی مدد حاصل ہو۔ اسلامی نظامِ تعلیم کے سلسلے میں عربی زبان کی اہمیت اس لئے بھی واضح ہے کہ یہ قرآن کی زبان ہے۔ اور اسلامی تعلیمات کے جملہ علوم و معارف کا معدن و مخزن ہے۔ اسی زبان کو آفاقی ہدایات کا انسانوں تک پہنچانے کا ذریعہ بنایا گیا۔ چنانچہ اس کی فصاحت و جامعیت کی قرآن مجید نے یوں تصریح فرمائی :-

(۱) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ (قمر ۲۲)

ترجمہ: اور ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا پھر ہر کوئی سوچنے سمجھنے پر آمادہ کیوں نہیں۔

(۲) فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ (دخان ۵۸)

ترجمہ: ہم نے اس (قرآن) کو تمہاری زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

(۳) قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ (زمر ۲۸)

ترجمہ: یہ قرآن ہے سیدھی اور صاف عربی میں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۴) لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ○ (فصیح عربی زبان ہے) (نحل۔ ۱۰۳)

اس کے علاوہ اس کی ایک حیثیت بین الاقوامی بھی ہے۔ اس لحاظ سے دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں کی صف میں شامل ہے۔ جو دنیا کی کثیر آبادی میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

عربی زبان کا ارتقاء

عربی زبان ان سامی زبانوں میں سے ایک ہے جو سب کی سب ایک زمین کی پیداوار ہیں۔ جہاں سے وہ پھوٹ کر بڑھی اور پھیلی ہیں۔ جگہ کی تنگی اور گنجان آبادی کی وجہ سے سامی قومیں متفرق مقامات میں بٹ گئیں۔ تو ان کی آپس کی جدائی اور دوسروں میں اختلاط کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی زبانوں میں اختلاف پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ "ماہرین کے مطابق سامی زبانوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جس میں آرامی۔ کنعانی اور عربی ہے۔ عربی سے مضر کی فصیح زبان اور دوسرے متفرق قبائل عرب بولتے تھے۔ وجود میں آئیں۔"[1]

عربی زبان کی ابتداء کا مسئلہ پیچیدہ ہے۔ آج تک ماہرین لسانیات اس کا صحیح حل پیش نہیں کر سکے۔ اور نہ ہی اس کے ابتداء کا کوئی صحیح زمانہ متعین ہو سکا ہے۔ تاریخ ادب عربی کے دیباچہ سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے۔ کہ عربی زبان کے "ام الالسنہ" ہونے میں شک نہیں۔ اس سلسلے میں ایک ثبوت تو خود عربی زبان کے آغاز کا مسئلہ ہے۔ جو آج تک راز بنا ہوا ہے اور موجودہ علمی تحقیقات اس کا صحیح جواب دینے میں ناکام رہی ہیں۔ پھر قرآن مجید

---

[1] تاریخ ادب عربی ص ۲۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں "ام القریٰ" کا لفظ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں انسانی اجتماعیت کا آغاز مکہ سے ہوا۔ اس خیال کو خانہ کعبہ کے لئے "اوّل بیت وضع للناس" سے تقویت پہنچتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جہاں انسان نے سب سے پہلے اجتماعیت پیدا کی اور خدا کی عبادت شروع کی۔ وہاں سب سے پہلے انسان نے زبان بھی بنائی ہو گی۔ لہذا "ام القریٰ" کی زبان "ام السنہ" ہی ہو گی[1]

اس کتاب کے مقدمہ کے حسب ذیل اقتباس سے عربی زبان کی قدامت اور وسعت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ "عربی زبان کا ادب دنیا کی تمام زبانوں کے ادب کے مقابلے میں مالا مال ہے۔ اس لئے اس کا آغاز آفرینش انسان سے ہوتا ہے۔ اور اس کی انتہا۔ عربی تمدن کے مٹ جانے پر ہو گی[2]

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو دنیا کا تبلیغی مرکز ٹھہرایا۔ تو آپ کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مکہ کے ایک عرب قبیلے بنو جرہم میں شادی کی۔ اور انہیں سے عربی زبان سیکھی۔ لیکن عربی زبان کی تاریخ کا وہ دور ابتدائی اور ارتقائی تھا۔ ازاں بعد جب مکہ مکرمہ کو اپنے محل وقوع اور روحانی مرکز کے لحاظ سے مرکزی حیثیت حاصل ہوئی تو اہل مکہ کی زبان فصیح ہوتی گئی۔ اور اس کا یہ حیرت انگیز ارتقاء مشیت ایزدی کے عین مطابق تھا۔ جس کی وضاحت حسب ذیل اقتباس سے ہوتی ہے۔

"عربی زبان اور اس کا مطالعہ کرنے سے یہ بات کھل کر واضح ہوتی ہے۔ کہ اس زبان وادب پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت رہی ہے۔ خدا جب کسی انسان

---

[1] تاریخ ادب عربی صث
[2] " " صه ۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو نبوت کے لئے چنتا ہے تو اسے ایک خاص انداز اور خاص ماحول میں پروان چڑھاتا ہے۔ اسی طرح جب اس عربی زبان کو اپنے آخری پیغام ہدایت کے لئے انتخاب فرمایا تو اس کو ابتداً ایک خاص انداز سے اپنی نگرانی اور حفاظت میں پروان چڑھایا۔ اور جب اس زبان کا ادب استعداد و صلاحیت کے اس بلند مقام پر پہنچا جہاں وہ وحیٔ خداوندی کا متحمل ہو سکے تو اس میں قرآن مجید نازل فرمایا۔ جو ادب عربی کا اعلیٰ و اکمل نمونہ ہے۔[1]

مکہ کی تجارتی اور روحانی مرکزیت کے پیش نظر مختلف اقوام کے اختلاط سے جو زبان وقوع پذیر ہوئی۔ وہ خالصاً قریش کی زبان تھی۔

"قریش مکہ کے باشندے اور وہاں کے رئیس تھے۔ انھیں اپنے تمدن۔ خانہ کعبہ کی تولیت۔ حج کی قیادت۔ عکاظ کے بازار پر حکمرانی۔ جاڑوں میں یمن اور گرمیوں میں شام کے تجارتی سفروں نے تمام عربی قبائل سے ربط و ضبط رکھنے اور بخوبی واقف ہونے کا پورا موقع فراہم پہنچا دیا تھا۔ جس کی مدد سے انہوں نے اپنے لئے ایک پیاری اور نہایت شیریں زبان منتخب کر لی تھی۔ جو الفاظ اور ہجوں کی خامیوں سے پاک صاف اور نہایت درجہ دل نشین ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے مواد کے لحاظ سے بھی زیادہ وسیع تھی۔[2]

ڈاکٹر گستاولی بان زبانِ عربی کے اس ارتقاء کی بابت لکھتا ہے۔ کہ

---

[1] تاریخ ادب عربی صہ ۵

[2] " " " صہ ۴۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"ہمیں نہیں معلوم کہ زبان عربی اپنی موجودہ حالت میں کب آئی۔ لیکن شعرائے جاہلیت کے کلام سے اس قدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اقلاً ایک صدی پہلے یہ زبان درجہ کمال کو پہنچ چکی تھی۔ اس زبان کے کئی محاورے تھے۔ لیکن روایات کے موجب جن کو مؤرخین اسلام نے قبول کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبیلہ قریش کی زبان نہایت خالص تھی۔ اور قرآن کی اشاعت نے اس خالص زبان کو تمام عالم میں پھیلا دیا۔"[1]

عہدِ جاہلیت کی شاعری

شاعری کسی زبان کے ارتقاء اور درجہ کمال کو پہنچانے میں بڑی معاون ہوتی ہے۔ آج بھی ایسی زندہ اور ترقی یافتہ زبانیں موجود ہیں جن کی ابتدا ہی شاعری سے ہوئی شاعری کی صنف کسی زبان کے ادب کا ایک نمایاں پہلو ہوتا ہے۔ جو اس کی فصاحت و بلاغت۔ وسعت و ہمہ گیری کا پتہ دیتا ہے۔ عربی زبان کے ارتقاء میں شاعری نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اور خصوصاً بعثتِ نبویؐ سے ایک صدی قبل جو جاہلیّت کا دور کہلاتا ہے۔ عربی زبان کے شعری ادب کا بہترین دور ہے۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل ایک صدی میں عربستان کی شاعری کا اعلیٰ عروج ہوا۔ اس عروج کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ شاعروں کی خالص اور صاف زبان تمام ملک میں پھیل گئی۔ اور عربستان کے مختلف محاورات آپس میں مل کر ایک مستقل زبان بن گئی۔"[2]

---

[1] تمدنِ عرب ص ۴۸۸ [2] تمدنِ عرب صفحہ ۵۰۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عہدِ جاہلیت میں شاعری کے عروج عربی زبان کی ہمہ گیری اور وسعت کا یہ عالم تھا کہ جملہ علوم و فنون کو بھی اشعار میں ڈھال کر بیان کرنا۔ اس عہد کے شعراء کے لئے چنداں مشکل نہیں تھا۔ حتیٰ کہ اس وقت کے سائنسی علوم کو بھی اشعار کی زبان میں بیان کیا جاتا تھا۔ کل تمدن عرب کے زمانے میں شاعری کا چرچا رہا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کبھی اس عروج پر نہ پہنچی۔ جو اس نے جاہلیت کے زمانے میں حاصل کیا تھا۔ تمام تعلیم یافتہ لوگ خواہ وہ مدبرین ملک یا ریاضی دان یا طبیب ہوں سب میں شاعری کا جزو شامل تھا۔ اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ دنیا کا تمام منظوم کلام اکیلے عربی منظوم کلام کے برابر ہے۔ انھیں نظم کا اس قدر شوق تھا کہ وہ بعض اوقات فقہ، فلسفہ اور جبر و مقابلہ کو بھی نظم ہی میں لکھتے تھے۔ اور ان کے اکثر قصص و حکایات میں نظم و نثر ملی ہوئی ہے[۱]

سطور بالا میں عربوں کا شاعری کے ساتھ کمالِ شغف کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس شوق کو پورا کرنے کے لئے وہ اپنے عہد میں اس قسم کی ادبی کانفرنسوں کا اہتمام کرتے تھے۔ جن میں مشہور شعراء اپنا کلام سناتے اور داد حاصل کرتے تھے اس ذوق کی تکمیل کے لئے جو اہتمام کیا جاتا تھا ان میں دو میلے خصوصیات کے ساتھ قابل ذکر ہیں جن کا مختلف مقامات پر انعقاد ہوتا تھا۔

"ان میلوں میں قابل ذکر عکاظ مجنہ اور ذوالمجازنہ کے میلے ہیں۔ ان میں اوّل الذکر کو عربی زبان کی اصلاح و تہذیب میں برتری حاصل ہے یہ بازار ذیقعدہ کی پہلی تاریخ کو بھرنا شروع ہوتا اور بیس تاریخ تک لگاتار جاری رہتا تھا"[۲]

۱ے تمدن عرب ص ۴۹۶ ۲ے تاریخ ادب عربی ص ۴۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسری ادبی کانفرنسوں اور خصوصاً عکاظ کے میلے کے مشاعرہ میں جو کلام سب سے عمدہ ہوتا تھا۔ وہ بیش بہا چیزوں پر سونے کے حرفوں سے لکھ کر خانہ کعبہ میں آئندہ نسلوں کے لئے لٹکا دیا جاتا تھا۔ عرب شاعری سے ادبی ذوق ہی پورا نہ کرتے تھے۔ بلکہ وہ اپنی پرجوش نظموں سے جذبات ابھارتے تھے اور ہجو سے مخالفین کی تضحیک کا سامان پیدا کرتے تھے۔ وہ اپنی نظموں کے ذریعے جب چاہتے جوش مخالفت پیدا کر دیتے تھے۔ اور جس قبیلہ کی چاہتے مدح کرتے اور جس کی چاہتے ہجو کرتے۔ اور اس کے لئے وہ اپنے مال و دولت کو خرچ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ ان کی ان کیفیات کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ

"مشہور شاعر اعشیٰ کو قریش نے سو اونٹ محض اس لئے دیئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں جو شعر اس نے لکھے تھے ان کی اشاعت نہ کرے"[1]

رسم الخط ظہور اسلام سے قبل عربی کا فن تحریر معرض وجود میں آچکا تھا۔ اور اس کی ابتدا مکہ میں ہوئی تھی۔ کیونکہ مکہ سب سے زیادہ متمدن شہر تھا۔ اور وہاں تعلیم کا خاصا چرچا تھا۔ عربوں نے یہ خط حمیری زبان سے مستعار لیا تھا۔ اس پر نکتے اور اعراب نہیں ہوتے تھے۔ قوم حمیرا کے دریافت شدہ کتابت کی تحریرات اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریرات میں بہت مماثلت پائی جاتی ہے[2] زمانہ جاہلیت کی کئی تحریروں کا سراغ بھی ملتا ہے۔ ورقہ بن نوفل نے اس عہد میں تورات اور انجیل مقدس کو عربی میں منتقل کیا۔

---

[1] تمدن عرب ص ۴۹۴ [2] اسلامی تعلیم نومبر دسمبر ۱۹۶۲ء ص ۳۰-۲۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بعض یہود اور نصرانی علماء اور شعراء کے دیوان بھی ضبط تحریر میں آچکے تھے۔ عکاظ کے تعلیقات کو خانہ کعبہ میں لٹکایا جاتا تھا۔ حضور اکرمؐ کے ساتھ قریش کے سوشل بائیکاٹ کا معاہدہ بھی لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا تھا۔ اور اسی طرح کی کئی اور تحریرات کا سراغ ملتا ہے۔ بعثت نبویؐ کے وقت مکہ میں پڑھے لکھے موجود تھے۔ جن میں سے بعض مسلمان ہو گئے۔ اسلامی ریاست مدینہ کے آغاز کے وقت ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم کی طرف توجہ فرمائی۔ اس میں تحریر کو خصوصیت حاصل تھی۔ عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج بہت کم تھا۔ جب اسلام آیا تو گویا تحریر یا کتابت کا فن بھی ساتھ لے کر آیا۔ سب سے بڑی ضرورت قرآن کے ضبط و تدوین کی تھی۔ اسی بناء پر آنحضرتؐ نے شروع ہی سے کتابت کی طرف توجہ فرمائی جنگ بدر کے ذکر میں گزر چکا ہے۔ کہ اسیران میں سے جو فدیہ ادا نہ کر سکے۔ ان کو اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ مدینہ میں رہ کر لوگوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں[1]

اس طرح مدنی زندگی میں تعلیم و تدریس کا جو اہتمام کیا گیا اس میں فن کتابت اور تحریر کو نمایاں حیثیت حاصل تھی۔ جیسا کہ سیرت النبیؐ میں علامہ شبلی نعمانیؒ اصحاب صفہ کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ اصحاب صفہ کو جو تعلیم دی جاتی تھی۔ اس میں لکھنا بھی شامل تھا۔ چنانچہ عبادہ بن صامتؓ قرآن کے ساتھ لکھنے کی تعلیم بھی دیتے رہتے تھے[2]

آپؐ کے عہد حکومت میں حکومتی سطح پر مختلف سفارتی۔ تبلیغی خطوط اور معاہدات جنگ و صلح کی تحریرات سے واضح ہوتا ہے کہ آپؐ نے اس فن کی

---

[1] سیرت النبیؐ جلد دوم ص ۹۱
[2] " " ص ۹۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ف خاص توجہ فرمائی۔ آپؐ کے عہد کے تبلیغی خطوط جو مختلف بادشاہوں کے
ام لکھے گئے ان کا طرز تحریر اور موجودہ عہد کے عربی رسم الخط میں کافی فرق ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے اس وقت تک زبان میں بہت
تھوڑا فرق ہوا ہے۔ لیکن خط میں بڑی تبدیلی آگئی ہے۔ پہلا خط جس کو اس وجہ
سے کوفی کہتے تھے کہ کوفہ میں ایجاد ہوا نہایت مشکل تھا۔ کیونکہ اس میں اعراب
نہیں تھے۔ آٹھویں صدی عیسوی میں یہ خط تبدیل کیا گیا۔ اور اس میں اعراب
بڑھائے گئے۔ اس کے بعد بھی کتبوں میں کوفی خط جاری رہا[1]

اب تک عربی زبان کے ارتقاء شاعری اور رسم الخط کا جائزہ پیش کیا گیا
ہے۔ جس کا حاصل کلام یہ ہے کہ عربی زبان کا آغاز آفرینش انسان سے ہے۔
اور اس زبان کے ارتقار کا نقطہ عروج جاہلیت کا وہ دور ہے جو بعثت نبوی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پھیلا ہوا ہے۔ عربی زبان کے اس حیرت انگیز ارتقار میں
مشیت ایزدی کا بڑا دخل ہے کیونکہ اسلام کے جس انقلابی پیغام کو دنیا میں پھیلانا
مقصود تھا۔ اس کے لئے ایک ترقی یافتہ اور عالمگیر خوبیوں کی حامل زبان کی
ضرورت تھی۔ خداوند کریم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبیلہ قریش
کی زبان کو یہ شرف بخشا۔

(۴) عہد نبویؐ کا تحریری سرمایہ

گزشتہ صفحات میں عربی زبان اور اس کے رسم الخط کا جائزہ لیتے ہوئے زمانہ جاہلیت کی بعض تحریروں جن میں ورقہ بن نوفل کا تورات اور انجیل کا عربی زبان

[1] سیرت النبیؐ ص ۹۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں منتقل کرنا۔ یہودی اور نصرانی علماء اور شعراء کے دیوان اور عکاظ کی تعلیقات کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعثت نبویؐ کے وقت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قریش نے جو مقاطعہ (SOCIAL BOYCOT) کیا تھا اس کا معاہدہ بھی لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا تھا اور اسی طرح اس عہد میں کئی اور تحریرات کا بھی سراغ ملتا ہے۔ ان سے قطع نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس تعلیمی انقلاب کی بنیاد رکھی تھی اس کے پروگرام میں اور نصاب میں خوشنویسی کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں کئی صحابہ کرامؓ فن تحریر سے واقف ہو گئے تھے۔ اور انھوں نے رسول اللہؐ کی زندگی میں آپؐ کے اقوال و واقعات کو ضبطِ تحریر میں لانا شروع کر دیا تھا۔ اگرچہ یہ اس عہد کی ابتدائی کوشش تھی۔ تاہم مستقبل میں اسلامی تعلیمات (روایت و حدیث) کو تحقیق و تدقیق کے بعد قلم بند کرنے کی جو تحریک چلی اس میں یہ تحریری سرمایہ بہت حد تک کارآمد ثابت ہوا۔ عہد نبویؐ میں ضبطِ تحریر میں آنے والے واقعات۔ معاہدات۔ دعوتی خطوط اور شرعی احکام شامل ہیں۔ جن کا کتب سیر و حدیث سے پتہ چلتا ہے۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

(۱) فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے ایک خطبہ دیا تھا۔ صحیح بخاری میں ہے۔ کہ ابو شاہ نامیؓ ایک یمنی صحابی کی درخواست پر آپؐ نے یہ خطبہ لکھ کر ان کے حوالے کرنے کا حکم دیا (بخاری کتاب العلم)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلاطین عالم کے نام جو دعوتی خطوط روانہ کئے تھے۔ وہ لکھے ہوئے تھے۔ جن کی نقول کتب سیر و حدیث میں موجود

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اور بعض خطوط اصلی (ORIGINAL) حالت میں دریافت ہوئے ہیں۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے سوا مجھ سے زیادہ کسی کو حدیث یاد نہیں۔ مجھ سے زیادہ ان کے پاس حدیثوں کا سرمایہ ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتے اس کو لکھتے جاتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا (بخاری کتاب العلم)[۱]

(۴) عبداللہ بن عمروؓ نے آنحضرتؐ سے سن کر اقوال کا ایک مجموعہ تیار کر رکھا تھا۔ جس کو وہ "صادقہ" کہتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ "مجھے اپنی زندگی کی آرزو صرف دو چیزوں نے پیدا کر دی ہے۔ جن میں ایک "صادقہ" ہے۔ "صادقہ" وہ صحیفہ ہے جو میں نے رسول اللہؐ سے سُن کر لکھا ہے۔ (دارمی)[۲]

(۵) صحیح بخاری میں ہے۔ کہ آپؐ نے مدینہ جانے کے کچھ عرصہ بعد مسلمانوں کی مردم شماری کرائی۔ اور ان کے نام لکھوائے تو پندرہ سو ہوئے (بخاری باب الجہاد)

(۶) زکوٰۃ کے احکام، مختلف چیزوں پر زکوٰۃ اور اس زکوٰۃ کی مختلف شرحیں جو پورے دو صفحوں میں ہیں۔ ان کو لکھوا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امراء کو بھیجا اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس ابوبکر بن عمرو بن حزم کے خاندان میں اور متعدد اشخاص کے پاس موجود تھیں (دار قطنی کتاب زکوٰۃ)[۳]

(۷) حضرت علیؓ کے پاس ایک صحیفہ تھا۔ جو ان کی تلوار کی نیام میں پڑا رہتا تھا اس میں متعدد حدیثیں اور احکام قلمبند تھے۔ اور انھوں نے اس کو لوگوں کی درخواست پر دکھایا (بخاری)[۴]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۸) صلح حدیبیہ میں جو صلح نامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قریش مکہ کے درمیان حضرت علیؓ نے لکھا تھا۔ اس کی ایک نقل قریش نے لی۔ اور ایک آنحضرتؐ نے اپنے پاس رکھی۔[۵]

(۹) عمرو بن حزمؓ کو رسول اللہؐ نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو ایک تحریر لکھوا کر حوالہ کی۔ جس میں فرائض۔ صدقات، دیات وغیرہ کے متعلق بہت سی ہدایات تھیں (کنز العمال)[۶]

(۱۰) وائل بن حجر صحابیؓ جب بارگاہ نبویؐ سے اپنے وطن حضر موت جانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاص طور پر ایک نامہ لکھوا کر دیا۔ جس میں نماز، روزہ۔ ربوٰ۔ شراب اور دیگر احکام تھے (طبرانی)[۷]

(۱۱) حضرت علیؓ کے فتاویٰ کا بڑا حصہ لکھا ہوا حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں لایا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس روایتوں کے مختلف تحریری مجموعے تھے۔ اہل طائف میں سے کچھ لوگ ان کا ایک مجموعہ ان کو پڑھ کر سنانے کے لئے لے آئے۔[۸] (ترمذی)

(۱۲) سنن ابوداؤد میں ہے۔ کہ حضورؐ نے اپنی حیات مبارکہ میں وہ تمام حدیثیں جن کا تعلق مسائل زکوٰۃ سے تھا۔ یکجا قلمبند کروا دیں۔ جن کا نام کتاب الصدقہ تھا۔ مگر اس کو اعمال و احکام کے پاس روانہ کرنے سے قبل ہی آپؐ کا وصال ہو گیا۔ تو خلفائے راشدین میں سے حضرت ابوبکرؓ و فاروق اعظمؓ نے اپنے زمانہ میں اسے نافذ کیا۔ اس کے مطابق زکوٰۃ کے وصول و تحصیل کا ہمیشہ انتظام رکھا۔[۹] (ابوداؤد کتاب زکوٰۃ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱۳) ضحاک بن سفیانؓ اصحابی کے پاس آنحضرتؐ کی تحریر کرائی ہوئی ایک ہدایت جس میں شوہر کی دیت کا حکم تھا (دار قطنی[10])

(۱۴) حضرت معاذ بن جبلؓ کو ایک تحریر یمن بھیجی گئی۔ جس میں سبزیوں، ترکاریوں، پر زکوٰۃ نہ ہونے کا حکم تھا۔ (دار قطنی[11])

(۱۵) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک مجموعہ لکھا تھا۔ جو ان کے صاحبزادے کے پاس تھا (جامع بیان العلم[12])

(۱۶) حضرت سعد بن عبادہؓ نے ایک مجموعہ حدیث مرتب کیا۔ اس کا نام "کتاب سعد بن عبادہ" تھا۔ جو کئی پشت تک ان کے خاندان میں رہا (مسند احمد[13])

الغرض ایسی کئی اور مثالیں بھی جمع کی جا سکتی ہیں۔ جن کا تعلق خاص عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا۔ اور وہ آپؐ کے زمانے میں اور بعض آپؐ کے حکم کے تحت ضبطِ تحریر میں لائی گئیں۔

سنہ تا ۱۳ کے حوالہ کے لئے (۱) "فیوض الباری فی شرح صحیح بخاری" کے صفحات ۱۲۱، ۲۲، ۴، ۳۰ اور (۲) "خطبات مدراس" کے صفحات ۵۰ تا ۵۲ کا اختصار پیش کیا گیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ

ابو شاہ یمنیؓ ۱۲۱

اسلامی نظام تعلیم - ۲۹، ۳۴، ۱۱۲ -

اصحابِ صفّہ - ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۷۸، ۸۳، ۸۴ -

اصحاب رسولؐ (اصلاحی اور اجتماعی) ۳۸، ۳۹، ۶۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۷

حضرت ابوبکر صدیقؓ - ۶۸، ۸۰، ۱۲۲، ۱۲۳

حضرت عمرؓ ۷۰، ۸۰، ۸۱، ۸۳، ۸۵، ۸۶، ۱۲۳

حضرت عثمانؓ - ۶۸، ۸۰

حضرت علیؓ - ۶۸، ۸۰، ۸۱، ۸۷، ۱۲۲، ۱۲۳

حضرت سالم مولیٰ حذیفہؓ ۷۵، ۷۹

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ - ۷۸، ۷۹، ۸۱، ۹۶، ۱۲۴

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ۸۱، ۱۰۸، ۱۲۲

حضرت معاذ بن جبلؓ - ۵، ۵، ۷۵، ۷۹، ۸۱، ۸۷، ۱۲۴

حضرت سعید بن العاصؓ - ۶۹، ۷۸

حضرت سلیمان فارسیؓ - ۲۷، ۷۹، ۹۷

حضرت عبادہ بن صامتؓ - ۶۹، ۷۸، ۸۳، ۱۱۹

حضرت ابی بن کعبؓ ۷۹، ۸۱

حضرت مصعب بن عمیرؓ - ۶، ۶۸

حضرت اُمّ کلثومؓ - ۶

حضرت اسماء بنت عمروؓ - ۹

حضرت ام عمارہؓ - ۱۹

حضرت عائشہؓ ۶۹، ۹۲، ۱۱۰، ۱۱۱

حضرت حفصہؓ - ۱۱۰

اعلیٰ ثانوی تعلیم - ۸، ۱۱

آمادگی - ۹۶

اُمّ الالسنہ ۱۱۳، ۱۱۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اُمّی انسان - ۴۰
انجیل مقدس - ۱۹، ۲۸، ۱۱۸
بابلی تہذیب - ۱۴
بات چیت کا طریقہ ۹۷، ۹۹
توحید - ۳۲
تحریری سرمایہ - ۱۲۰
تورات - ۱۷، ۱۹، ۱۱۸
تقریری طریقہ - ۹۹
تہذیب وثقافت - ۷۷
تہذیب وتمدّن - ۲۸
تعلیمی نفسیات - ۹۴، ۹۵
تعلیم کے اصول - ۸۹
تعلیمی درسگاہ - ۷۹، ۸۰، ۸۳
تعلیم وتعلّم - ۴۰، ۴۷، ۵۰، ۷۰، ۷۱، ۸۵
تعلیم نسواں - ۸، ۹، ۱۰۹، ۱۱۰
تعلیم وتدریس - ۲۹، ۳۷، ۶۹، ۷۰، ۷۸، ۸۴، ۸۵، ۹۴، ۱۱۹-
تعلیمی نظام - ۱، ۲، ۶، ۹، ۱۸، ۲۹، ۴۳، ۴۴، ۶۷، ۷۷، ۷۹
تعلیمی انقلاب ۳۶، ۳۸، ۳۹، ۷۰
جنگِ بدر - ۶۹
حجۃ الوداع - ۱۰۲
حضرت ابراہیمؑ - ۷، ۱۸، ۱۱۴
حضرت اسمٰعیلؑ ۱۸، ۱۱۴
حضرت مسیحؑ - ۱۵، ۶۱
حضرت موسیٰؑ - ۱۷
حضرت نوحؑ - ۱۷
حمیری زبان - ۱۱۸
خطاطی - ۷۸، ۱۱۹، ۱۲۱
خطابت - ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲
ذریعہ تعلیم - ۱۱۲
رامائن ومہابھارت - ۲۰
رسم الخط - ۱۱۸، ۱۲۰
روم اور فارس - ۱۴، ۱۸
زرتشت - ۱۴
سوال وجواب کا طریقہ - ۱۰۶
شرمیدبھاگوت - ۲۰
صفہ کی درسگاہ - ۸۲، ۸۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صلح حدیبیہ - ۱۲۳
طریقہ ہائے تعلیم - ۹۴، ۹۷، ۱۰۶
عائلی تعلیم - ۱۱۰
عربی زبان - ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۰
عقیدہ آخرت - ۶۳، ۶۴
عکاظ - ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۱
علم الانساب - ۱۱، ۷۸، ۸۰
عیسائیت - ۱۴، ۱۵
عہد جاہلیت - ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۰
فتح مکہ - ۱۲۱
فضیلت علم - ۲۰، ۳۷، ۴۳، ۴۵، ۴۷، ۵۰
کلیسیا - ۱۸، ۱۹
گوتم بدھ - ۱۶
ماہر تعلیم - ۴۰
مجوسیت - ۱۴
مساجد - ۸۵
مقاطعہ قریش - ۱۱۹، ۱۲۱
مقاصد تعلیم - ۵۲، ۶۳
مکہ مکرمہ - ۱۱۴
نصاب تعلیم - ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰
ہجرت مدینہ - ۳۹

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

استفادہ
از کُتب

۱۔ القرآن

۲۔ امجد علی۔ مولینا" انتخاب صحاح ستہ" محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی۔

۳۔ خان افضل حسین" فن تعلیم و تربیت" اسلامک پبلیکیشنز۔ شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔

۴۔ رضوی۔ سید محمود احمد" فیوض الباری فی شرح صحیح بخاری۔ مکتبہ رضوان اندرون دہلی دروازہ لاہور۔

۵۔ زیات۔ احمد حسن" تاریخ ادب عربی" (ترجمہ عبدالرحمٰن طاہر سورتی) شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔ ۱۹۶۱ء

۶۔ زبیری۔ محمد امین" مسلم خواتین کی تعلیم" (طبع ثانی) اکیڈیمی آف ایجوکیشنل ریسرچ۔ آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی۔ ۱۹۶۱ء

۷۔ شبلی۔ نعمانی۔ علامہ" سیرت النبیؐ" جلد دوم۔ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل کراچی ۱۔

۸۔ عبدالرسول۔ صاحبزادہ" تاریخ اسلام" ایم۔ آر برادرز اُردو بازار لاہور۔

۹۔ غلام رسول۔ پروفیسر" اسلام" (معاشرتی، سیاسی، اور معاشی نظریات) علمی کتب خانہ۔ اُردو بازار لاہور۔ ۱۹۷۱ء

۱۰۔ قریشی۔ محمد مختار۔" تاریخ التعلیم" پنجاب کتاب گھر اردو بازار لاہور۔

۱۱۔ گاندھلوی۔ محمد یوسف" حیاتِ صحابہؓ" (ترجمہ محمد عثمان خاں) ایم۔ ایچ سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔ ۱۹۷۲ء

۱۲۔ گستاولی بان۔ ڈاکٹر" تمدن عرب" (ترجمہ سید علی بلگرامی) ملک مقبول احمد مالک مقبول اکیڈیمی۔ لاہور۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۳۔ محمد سعید۔ خلیفہ "سیرۃ النبیؐ پر ایک محققانہ نظر" جلد دوم۔ دار تصنیف والنشر جامعہ صدیقیہ عالیہ آلو مہار شریف ضلع سیالکوٹ۔

۱۴۔ محمد حمید اللہ ڈاکٹر "عہد نبویؐ میں نظام تعلیم" شمس الاسلام پریس حیدر آباد دکن ۱۳۶۱ھ

۱۵۔ مودودی۔ ابوالاعلیٰ "تفہیم القرآن (جلد چہارم) ادارہ ترجمان القرآن۔ لاہور

۱۶۔ مودودی۔ ابوالاعلیٰ "اسلامی تہذیب اور اسکے اصول و مبادی" اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور۔ ۱۹۶۲ء

۱۷۔ منصور پوری۔ قاضی محمد سلیمان۔ سلمانؔ "رحمۃ العالمین" جلد سوم۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور۔

۱۸۔ ندوی۔ سید سلیمان "سیرۃ النبی" جلد چہارم در مطبع معارف شاہراہ اعظم گڑھ ۱۹۵۹ء

۱۹۔ ندوی۔ سید سلیمان "خطبات مدراس" اظہار سنز ۱۹ اُردو بازار لاہور۔ ۱۹۷۶ء

رسائل

۲۰۔ "اسلامی تعلیم" شمارہ ستمبر اکتوبر ۱۹۷۲ء آل پاکستان ایجوکیشنل کانگریس۔ لاہور

۲۱۔ "الجامعہ" شمارہ جون ۱۹۷۳ء شعبہ نشر و اشاعت جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ۔

۲۲۔ "ترجمان اہل سنت" ربیع الاول ۱۳۹۷ھ (مارچ ۱۹۷۷ء) ۲۷۔ محمد مینشن مارسٹن روڈ کراچی۔

۲۳۔ "محدث" ربیع الاول ۱۳۹۷ھ۔ مجلس تحقیق الاسلامی گارڈن ٹاؤن لاہور

۲۴۔ "فکر و نظر" سیرت نمبر شمارہ مارچ ۱۹۷۶ء ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد۔

غیر مطبوعہ مقالے

۲۵۔ عبدالرحیم۔ وغیرہ "اسلام اور تعلیم عوام" ادارہ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب لاہور۔

۲۶۔ محمد دین۔ وغیرہ "عہد رسالت کا نظام تعلیم" ادارہ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب لاہور۔

اخبار

۲۷۔ "نوائے وقت" ۱۳ مارچ ۱۹۷۷ء شاہراہ قائداعظم لاہور۔

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور
20099

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز